ماہنامہ

نصرت الجہاد

اگست ۱۹۹۱ء

جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری قوم پر ایک بہت بڑا اعزاز و اکرام ہے، یہ عزت کا تاج ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم کے سر پر رکھا ہوا ہے۔ الحاج جلال الدین حقانی

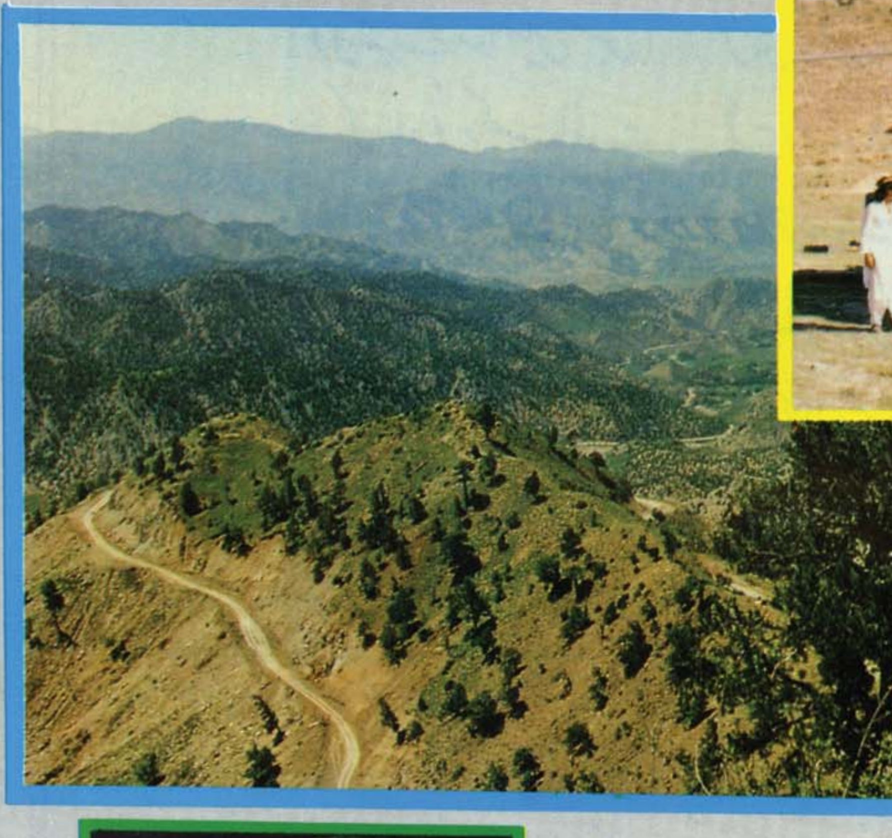

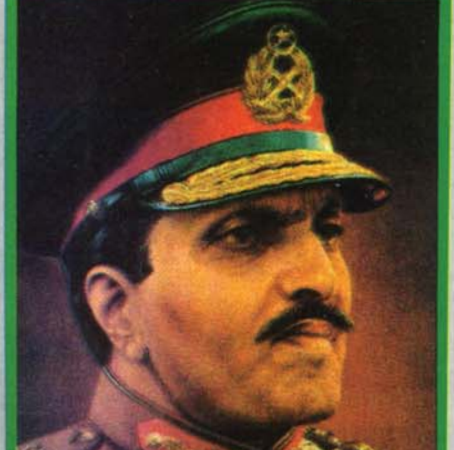

جہادِ افغانستان کے کارناموں اور قربانیوں کو نقش کرنے کیلئے سینکڑوں رائٹرز اپنے قلم چلائیں پھر بھی کم ہوں گے

(جنرل ضیاء الحق شہید)

کمیونزم کی شکست و بربادی میں جہادِ افغانستان کا کردار

مسئلہ کشمیر
بزور تدبیر یا
بزورِ شمشیر

حمد

کوئی تیرے سوا نہیں مسجود　　　　تُو ہی سارے جہاں کا ہے معبود

خیر کی راہ تُو دکھاتا ہے　　　　تُو ہی کرتا ہے راہِ شر مسدود

سب کی تیری طرف نگاہیں ہیں　　　　ہے تری ذات کعبۂ مقصود

تجھُ سے ہے تابناک روئے زمیں　　　　تجھُ سے روشن ہے آسمانِ کبود

کس طرح عقلِ نارسا جانے　　　　ہیں کہاں تیری قدرتوں کی حدود

اس میں سارے کمال تیرے ہیں　　　　ہے ترا شاہکار میرا وجود

جس کو مطلوب ہو رضا تیری　　　　وہی ہوتا ہے بے نیازِ نمود

ہے تری ذات حاضر و ناظر　　　　کوئی تیرے سوا نہیں موجود

کیسے حفظؔ ثنا کرے تیری
جس کا فکر و خیال ہے محدود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

نصرت الجہاد

جولائی ۱۹۹۱ء

بانی: الحاج مولوی جلال الدین حقانی

• چیف ایڈیٹر ـــ الحاج عبدالباری شہرت ننگیال

• مدیر ـــ الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس: ۱۴۱۱ھ ق، ۱۳۶۹ھ ش، ۱۹۹۰ء

جلد نمبر ۱۔ شمارہ (۱۰) مسلسل نمبر (۱۰) اگست ۱۹۹۱ء، صفر المظفر ۱۴۱۲ھ ق، اسد ۱۳۷۰ھ ش

احمد شاہ ((اوریا)) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat

اس شمارے میں

اداریہ

دوام جہاد ایک نعمت و اعزاز ہے

جہاد افغانوں کیلئے باعث افتخار ہے

روس بھی انتشار و افتراق کا شکار ہوگیا

ضیاء نیرے کارنامے یادگار رہیں گے

شہید ضیاء الحق اور افغانستان

سہ فریقی کانفرنس

کمیونزم کی بربادی میں جہاد افغانستان....

مسئلہ کشمیر بزور تدبیر یا بزور بازو

افغان جہاد کو کامیاب ہو کر رہنا ہے

ایک ٹیلی فون کال پشاور سے کابل تک

تبصرہ کتب

ایڈیٹر کے نام خطوط

اخبار جہاد

راہ حق کے شہداء

احمد شاہ ((وحدت))
Ahmad Shah (Vahdat)
A. K. P. O.

پتہ:-

ماہنامہ "نصرت الجہاد"

پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳

یونیورسٹی ٹاؤن۔ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ: ۱۰۰/- روپے

ششماہی: ۵۰/- روپے

فی پرچہ: ۸/- روپے

بیرونی ممالک:

سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۲۰۵۵۹

حبیب بنک کنٹونمنٹ برانچ صدر روڈ
پشاور۔ پاکستان

اداریہ

سہ فریقی کانفرنس

گذشتہ دو ماہ سے مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے لیے بین الاقوامی سطح پر ایک دفعہ پھر بھرپور کوششیں تیز ہو گئی ہیں، سیاسی حل کی کوششوں میں تیزی، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈیکوئیار کی طرف سے پیش کئے جانے والے پانچ نکاتی امن فارمولہ کے بعد آئی، مسٹر ڈیکوئیار کے فارمولے کے منظر عام پہ آنے کے بعد امریکہ کے گشتی سفیر پیٹر تھامسن نے پاکستان کا دورہ کیا، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندہ بینن سیوان نے پاکستان، کابل اور ایران کے دورے کئے، اسی طرح سویٹزرلینڈ کے وزیر خارجہ نے بھی پاکستان کا دورہ کیا، جبکہ پاکستان، ایران اور معدود افغان جہادی تنظیموں کے نمائندوں پر مشتمل سہ فریقی کانفرنس کے دو اجلاس اسلام آباد اور تہران میں ہوئے۔ اس سے قبل اسلام آباد میں منعقد کی ہوئی سہ فریقی کانفرنس اور جاری دیگر کوششوں میں افغان مجاہد عوام کے اھداف، مقاصد، نصب العین اور موقف کو مدنظر نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ اس دوران بعض ایسے نکات بھی منظر عام پر آئے تھے، جو افغان مجاہد عوام کے لیے کسی بھی قیمت پہ قابل قبول اور قابل تحمل نہیں، اسی بناء پر یہ کوششیں بارآور ثابت نہ ہوئیں۔

جہاں تک موجودہ سہ فریقی کانفرنس میں وزیر خارجہ کی شمولیت سے ایرانی وفد کی کوششوں کا تعلق ہے، اس آواخر میں حکومت ایران افغان مسئلے کے حوالے سے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ سے کئی مرتبہ گٹھ جوڑ کر کے ہمارے مجاہد عوام کی مرضی و منشاء کے برعکس کسی نتیجہ پہ پہنچ بھی چکا تھا، اس کے علاوہ ہمارے مجاہد عوام اور افغان عوام کی خواہشات کے مطابق افغان مسئلے کے باعزت اور باوقار حل کے سلسلے میں بھی حکومت ایران کا ارادہ و رویہ بہ خلوص نیک نیتی پر مبنی اور کچھ اچھا نہیں تھا۔ ایسا بھی ہو گیا ہے کہ ایرانی فوجیوں نے ہمارے مجاہد اور مہاجر بھائیوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر نجیب انتظامیہ کے حوالہ کر دیا ہے۔ ایرانی شہروں میں مہاجرین

کے عبور و مرور اور حرکات پر پابندی لگادی ہے، ایران نے سرحدات میں روسی کٹھ پتلی انتظامیہ کے خلاف مجاہدین کی سرگرمیوں اور کارروائیوں کے سرانجام دینے کو روک دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انکی بے آلائش، اور غیر جانبدارانہ کوششوں کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اگر ہمارا برادر ملک ایران کسی لالچ اور ذاتی مفاد سے بالاتر ہوکر عوام کی توقعات کو مدنظر رکھے، افغان مسئلے کے حل کے لیے مخلصانہ کوشاں ہوں نہ صرف یہ کہ ہم انکی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، بلکہ اس راہ میں ان کی کوششیں ضرور مثمر اور بار آور ثابت ہوں گے۔

اگر سیاسی حل کی کوششیں خلوص نیت پر مبنی اور خاص للہ فی اللہ ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ کامیابی کی منازل طے نہ کر لیں اور مجاہدین کے لیے قابل قبول نہ ہو، بلکہ ضرور ہو گا۔ چنانچہ اس طرح تہران میں منعقد ہونے والے حکومت ایران، حکومت پاکستان اور افغان مجاہدین کے درمیان سہ روزہ کانفرنس میں ہونے والے فیصلے بھی مسئلہ افغانستان کے منصفانہ اور پائیدار حل کی راہ میں ممد و معاون اور بار آور ثابت ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

افغان مجاہدین حکومت ایران اور حکومت پاکستان کے وفود پر مشتمل تہران میں منعقدہ سہ فریقی کانفرنس کو ہم

اس لیے غیر معمولی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہیں کہ اس میں ایک تو پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں مجاہدین کے نمائندے حصہ لے چکے ہیں، دوسرا یہ کہ اس کانفرنس کے اجلاسوں میں جو فیصلے ہو چکے ہیں اس میں اکثر و بیشتر فیصلے قابل ستائش ہیں، مثال کے طور پر۔

سہ فریقی کانفرنس کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ افغانستان کا اسلامی تشخص، آزادی خود مختاری اور غیر جانبدارانہ حیثیت بحال ہو، افغان مجاہد عوام کو کسی بیرونی دباؤ یا مداخلت کے بغیر اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے جو کہ قابل تائید فیصلہ ہے۔

سہ فریقی کانفرنس کے تہران میں منعقدہ اجلاس کے اختتام پر ایک مشترکہ اعلامیہ بھی جاری کیا گیا ہے۔ جس میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا ہے کہ کانفرنس میں مسئلہ افغانستان کے منصفانہ تصفیئے کے لیے شرکاء میں مشترکہ طور پر کوششیں تیز کرنے کی غرض سے وسیع تر اتفاق رائے ہوگیا ہے ہمارے نقطہ نگاہ سے منصفانہ تصفیہ تو یہ ہے، کہ نجیب کو ہمارے پندرہ لاکھ مجاہد عوام کے قاتل اور جنگ کی مجرم قرار دے کر محاکمہ کیا جائے اور موجودہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ اور حکمران پارٹی کو افغانستان میں چودہ سالہ جنگ کا اصل عامل قرار دے کر فوری طور پر اسے اقتدار سے الگ کیا جائے۔ اللہ کرے کہ کانفرنس کے شرکاء بھی اس مقصد پر مبنی تصفیہ کے لیے کوشاں ہو۔

مشترکہ اعلامیہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان اور ایران افغان جیالے مجاہدین کے ساتھ مل کر یہ مسئلہ بین الاقوامی سطح پر موثر طور پر پیش کریں گے۔ تاکہ مسئلہ افغانستان اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور دوست ممالک کے بھرپور تعاون سے سیاسی طور پر حل کیا جاسکے۔ افغان مجاہدین کا ایک وفد نیو یارک جائے گا اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرے گا، نیز پیریز ڈیگوئیار سے ان کے پیش کردہ پانچ نکاتی امن فارمولے

پر تبادلہ خیال بھی کرے گا۔

اسی طرح دوسرے ممالک کے علاوہ مجاہدین کا ایک وفد سینیگال کے دارالحکومت کا بھی دورہ کرکے وہاں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سربراہ اجلاس میں شرکت کرے گا۔ اعلامیہ میں افغان جیالے مجاہدین کا یہ موقف ایک مرتبہ پھر دہرایا گیا ہے کہ مسئلہ افغانستان کے جلد اور پائیدار حل کے لیے جاری جنگ کے اصلی ذمہ دار موجودہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی اقتدار سے علیحدگی از حد ضروری ہے۔

روشن ہے کہ اس طرح کے مثبت فیصلوں پہ عمل درآمد مسئلہ افغانستان کے منصفانہ سیاسی حل کے سلسلے میں ایک نیک اقدام ہوگا اور افغان مجاہدین کے جہادی رہنماؤں اور نمائندہ وفود سے افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رکھنا خوش آئند بات ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ اگر سہ فریقی کانفرنس کے شرکاء ایک قدم اور بھی آگے بڑھ کر جہادی کمانڈروں (جو افغان مجاہد قوم کے مکمل اعتماد کا مرکز ہے) کو اعتماد میں لیں ان کے صلاح مشوروں کی روشنی میں اس کٹھن راستے پر گامزن ہو جائے تو انشاء اللہ جلد ہی ان سے خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے، ہم پہلے سے یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ ہمارے غیور اور مجاہد عوام صلح دوست اور امن پسند ہیں، ہم ہر اس فیصلے اور مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے بارے میں ان سب پُرخلوص کوششوں کا خیر مقدم کریں گے، جس میں افغانستان میں ایک خود مختار اسلامی حکومت کا عملی قیام اور افغان مسلمان عوام کے قاتل حکومت کی برطرفی، نجیب کو ایک جنگی مجرم کی حیثیت سے تسلیم کرنا اور افغان مہاجرین کی عزت و وقار کے ساتھ اپنے ملک واپسی شامل ہو"!

دوامِ جہاد ایک نعمت و اعزاز ہے جو اللہ اپنے محبوب بندوں کو دیتا ہے

حج کے ایام میں فاتح خوست اور جہادی کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کے رہنما جناب الحاج مولوی جلال الدین "حقانی" نے فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے ارضِ پاک حجاز مقدس کا سفر کیا۔ اس دوران مناسک حج ادا کرنے کے علاوہ عرب بھائیوں کے اُن جذبات اور مخصوص عشق و محبت کی بناء پر جو وہ مجاہدِ اسلام مولوی جلال الدین حقانی کے ساتھ رکھتے ہیں انہوں نے سعودی عرب کے بعض بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا، وہاں جہادِ افغانستان اور جہادی کاروائیوں کی موجودہ صورتحال کے بارے میں اُن کے اعزاز میں منعقدہ کانفرنسوں اور اجلاسوں میں خطاب کیا۔

انہوں نے متحدہ عرب امارات کے امیر جناب شیخ زید بن سلطان النہیان کی دعوت پر متحدہ عرب امارات کا بھی دورہ کیا اور اس ملک کے امیر سے جہادِ افغانستان سے متعلق امور پر تفصیلی بات چیت کی۔

اپنے دورہ سعودی عرب و امارات سے واپسی پر ۶/ اگست کو پشاور میں انکے پولیٹیکل دفتر میں "نصرت الجہاد" نے اُن کے ان دوروں سے متعلق ایک خصوصی انٹرویو لیا جسے نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔

سوال: عرب ممالک کے اپنے سفر اور اس کے نتائج کے بارے میں قارئین کی آگاہی کے لیے کچھ معلومات فراہم کریں گے!

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ رب العلمین، ونستعینہ ونستھدیہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونصلی ونسلم علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین، امابعد:

عرب ممالک کو میرے حالیہ سفر کا اولین مقصد تو یہ تھا کہ امسال حج اکبر تھا اور عام حجوں کی بہ نسبت اس حج کی فضیلت زیادہ ہے، چنانچہ میں نے فریضۂ حج ادا کرنے کی نیت سے سعودی عرب کا سفر کیا، یہاں میں یہ امر قابلِ ذکر سمجھتا ہوں کہ فریضہ و مناسک حج ادا کرنے کے بعد اس ملک کی علمی شخصیات، اعلیٰ سرکاری حکام اور وہاں رہنے والے افغانوں سے ملاقاتیں

ہوئیں، دوسری طرف فتح خوست سے قبل متحدہ عرب امارات کے امیر شیخ زید بن سلطان النہیان نے پاکستان میں مقیم اپنے سفیر کی وساطت سے مجھے متحدہ عرب امارات کا دورہ کرنے کی دعوت دی تھی، مگر چونکہ خوست پر باقاعدہ اور عمومی حملہ کرنے اور جنگی کارروائیوں کے لیے پروگرام اور منصوبہ بندی کے کاموں کی وجہ سے میں بہت مصروف تھا اس لیے یہ دعوت قبول کرنے سے معذرت خواہی کی گئی تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور مجاہدین کی متحدہ و مشترکہ کارروائیوں کے نتیجے میں خوست شہر فتح ہوا اور پھر ایام حج بھی آپہنچا جب میں فریضہ حج ادا کرنے حجاز مقدس جا رہا تھا تو وہاں متحدہ عرب امارات کے امیر سے میری ملاقات کا پروگرام بھی طے پایا مجھے اطلاع دی گئی کہ مناسک حج ادا کرنے سے تین چار روز پہلے شیخ زید بن سلطان سے ملاقات کا پروگرام طے پایا ہے ۔

چنانچہ متحدہ عرب امارات کے امیر سے رسمی ملاقات ہونے کے بعد ۸ ذی الحجہ جسے (یوم ترویہ) کہا جاتا ہے کو میں وہاں پہنچ گیا اور مناسک حج میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہوا، اللہ حج قبول کرے ۔

مناسک حج کے بعد میرا ایک کا ارادہ یہ تھا کہ میں جلد واپس لوٹ سکوں لیکن عرب ممالک کے عوام اور علمی و حکومتی شخصیات کی خواہش تھی کہ ان سے ملوں، ان لوگوں نے آغاز جہاد ہی سے مجاہدین کی ہر نوعیت مدد کی ہے اس لحاظ سے وہ مجاہدین پر بڑا حق رکھتے ہیں ۔

ان اواخر میں ہمارے ہمدرد عرب ممالک کے عوام کو ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے جہاد افغانستان سے متعلق

○○

> جب تک روسیوں کی پشتیبانی سے قائم کابل حکومت سرنگوں نہ ہوگی تب تک نہ تو جنگ بندی ہوسکتی ہے اور نہ کسی سیاسی حل کا امکان ہے ۔
> (الحاج جلال الدین حقانی)

○○

کچھ ناخوشگوار اور قابل تشویش خبریں بھی موصول ہوچکی تھیں، مثال کے طور پر یہ کہ ایک طرف ایران، روس اور نجیب نے ساتھ مشترکہ طور پر کسی فیصلے پر پہنچ چکے ہیں تاکہ اس طرح جہاد افغانستان کو بدنام اور ختم کرے، دوسری طرف ہمارے جہادی تنظیموں کے رہنماؤں کے درمیان کچھ غلط اور نامناسب حرکتوں اور سرگرمیوں نے جنم لیا تھا، اسی بناء پر ہمارے دلسوز اور ہمدرد عرب بھائیوں کو یہ تشویش و خدشہ لاحق ہوگیا تھا کہ ایسی صورتحال کے پیش نظر مجاہدین ایک ایسا سیاسی حل قبول کرلیں گے جس میں کمیونسٹوں، قتل و قتال کے مرتکبین اور افغانستان میں تباہی و بربادی کے اصل ذمہ داروں کے ساتھ مخلوط حکومت بنے گی یا ایک غیر جانب دار حکومت کی تشکیل عمل میں آئے گی جس میں کمیونسٹ اور مسلمان دونوں شامل ہوں گے، عرب ممالک میں اس جیسی افواہات پھیل گئی تھیں جو ان کے لیے بے پناہ تشویش کا باعث بن چکی تھیں۔ چنانچہ یہی عوامل سعودی عرب کے بڑے بڑے شہروں کو میرے مختصر سفر اور وہاں جلسے منعقد کرانے کا سبب بنے ۔

میں نے ان جلسوں میں سال رواں کے دوران مجاہدین کی حاصل کردہ فتوحات کے بارے میں تفصیل سے انہیں معلومات فراہم کیں، فتح خوست اور اس کے بعد خان آباد شہر، دشت ارچی، خواجہ غار، تیہ صار، چمتال، زیباک اور دیگر علاقوں کی فتوحات اور مجاہدین کی جنگی کارروائیوں جو جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کی منصوبہ بندی اور فیصلوں کے تحت ہو رہے ہیں، سے انہیں آگاہ کیا۔

ہم انہیں یہ یقین دہانی کرانے میں کامیاب ہوگئے کہ جب تک روسیوں کی

پیشانی سے قائم کابل حکومت سرنگوں نہ ہوگی۔ تب تک نہ تو جنگ بندی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی سیاسی حل کا امکان ہے، زمام جنگ بحمداللہ مجاہدین اور کمانڈروں کے ہاتھ میں ہے اور یہ بات کسی کے بس میں نہیں کہ وہ مجاہدین کی مرضی کے بغیر جنگ بند کرا سکے۔ چنانچہ اسی وجہ سے عرب ممالک میں بشمول ایام حج میرے سفر کی مدت دو مہینوں تک طوالت اختیار کر گئی، میرے اور ہمارے دوستوں کے خیالات کے مطابق اس سفر کے نتائج کامیاب رہے ہیں۔

میرا یہ سفر جس کا مقصد فریضہ حج کی ادائیگی اور ضمنی طور پر عرب ممالک کے عوام کے اذہان میں جہاد افغانستان کے حوالے سے پیدا ہونے والے خدشات رفع کرنا اور انہیں واپس اس راہ پر لانا، یعنی انہیں دوبارہ مجاہدین کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ کرنا تھا، گزشتہ اتوار کو ختم ہوا اور ہم واپس پشاور آ گئے۔

سوال: فتح خوست کے متعلق عرب ممالک کا ردِعمل کیا تھا اس سے وہاں کے عوام اور سرکاری حلقوں پر کیا اثر مرتب ہوئے۔؟

جواب:۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک حادثہ یا ایک واقعہ میں شامل ہوتے ہوئے کسی کو اس حادثہ یا واقعہ کے معمولی یا غیر معمولی ہونے کی اہمیت کے بارے میں پتہ نہیں چل سکتا یہ درست ہے کہ ہمیں فتح خوست پر بڑی خوشی ہوئی تھی اور یہ واقعہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا واقعہ معلوم ہوتا تھا لیکن یہ کہ یہ واقعہ دوسروں اور دنیا والوں کی نظروں میں بھی اتنا اور قابل ستائش ہوگا اور حتیٰ ان لوگوں کے لیے بھی جو افغانستان سے بہت دور رہ رہے ہیں جنہوں نے جنگِ افغانستان کو دیکھا بھی نہیں ہے، ہم یہ سوچ نہیں سکتے تھے مگر ہم جب وہاں گئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ افغانستان سے روسی افواج کی پسپائی اور اب فتح خوست سے وہاں کے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور لوگ بے حد خوش ہیں، میں جب وہاں پہنچا تو لوگ ایک دوسرے کو مژدہ دینے لگے اور خوشی سے وہ لباس میں سما نہیں رہے تھے، وہاں کے عوام کی خوشی و مسرت دیکھ کر مجھے فتح خوست کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ مجھے وہاں جا کر احساس ہوا کہ یہ واقعہ کس قدر مسرت و اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے مسلمانان عالم کے جذبات کس قدر بلند ہوئے ہیں اور انکی کتنی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

اس فتح و کامیابی پر عرب ممالک میں جا کر وہاں کے عوام میں جس پیمانے پر میں نے خوشی و مسرت پایا، یہاں بیٹھ کر میں اس خوشی کا اندازہ ہرگز نہیں کر سکتا تھا، ایام حج کے دوران عرب بھائیوں کے سوا جن لوگوں سے میری ملاقات ہوئی ہے ان کو بھی اس واقعہ سے میں نے بہت متاثر پایا اور اس واقعہ کا بہت بڑا انعکاس موجود تھا۔"

> اقوام متحدہ کے مجوزہ فارمولے میں تین ایسے مواد شامل ہیں جنہیں قبول کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ مجاہدین نے گزشتہ بارہ تیرہ سالوں کے طویل عرصے کے دوران جو بھی عمل انجام دیا ہے۔ وہ لاحاصل اور ایک بے نتیجہ عمل تھا۔
>
> مولوی جلال الدین حقانی

سوال:۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے، مسئلہ افغانستان کے حل کے حوالے سے پاکستان اور عالمی سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں، چنانچہ اس ضمن میں اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری کی طرف سے بھی ایک پانچ نکاتی فارمولہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کہ اس طرح کی جدوجہد اور تجاویز کہاں تک ہمارے مسئلے کے حل کے سلسلے میں

موثر اور ہمارے لیے قابل قبول ہے ۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے ؟

جواب :- میں اس فارمولے اور اس طرح کی کوششوں کو مجاہدین کے تیرہ سالہ جہاد کے نتائج کو سبوتاژ کرنے اور افغان مجاہدین کی کوششوں کے تباہ اور ضائع کرنے کے لیے ایک سازش سمجھتا ہوں اور اس طرح کی تجاویز سے مسئلہ افغانستان کو حل نہیں کیا جاسکتا ۔

اقوام متحدہ کے مجوزہ فارمولے میں تین ایسے مواد شامل ہیں جنہیں قبول کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ مجاہدین نے گذشتہ بارہ تیرہ سالوں کے طویل عرصے کے دوران جو بھی عمل انجام دیا ہے ، وہ لاحاصل اور ایک بے نتیجہ عمل تھا ، اس دوران انہوں نے جو کارنامے انجام دیئے اور افتخارات حاصل کئے ہیں وہ سب کے سب ضائع ہو کر رہ جائیں گے ۔ ایسے میں اس طرح کا فارمولا اور تجاویز اگر مجاہدین نے انقلاب کے آغاز ہی میں مان لئے ہوتے تو پھر اتنا خون خرابہ بھی عمل میں نہ آتا ۔

اس منصوبے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ افغانوں کو ایک وسیع البنیاد حکومت تشکیل دینا چاہیئے ، وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسی حکومت تشکیل دی جائے جس میں خلقی ، پرچمی ، کافر اور مسلمان سب شرکت کریں جبکہ خلقی و پرچمی کے ساتھ مخلوط حکومت بنانا یا ایک ایسی غیر جانبدار حکومت تشکیل دینا جس کے نتیجے میں موجودہ کابل انتظامیہ بدستور برسر اقتدار رہے ، مجاہدین کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں ، اگر بارہ تیرہ برس پہلے مجاہدین اس طرح کا منصوبہ ماننے کے لئے تیار ہوتے تو جنگ کا دامن اتنا وسیع ہو کر نہ پھیلتا اور نہ ہی اس پیمانے پر خون خرابہ ہوتا ، لیکن مجاہدین اپنے اسلامی عقیدے کی بنا پر ملحدین کے ساتھ ایک مخلوط حکومت بنانے اور یا ایک غیر جانبدار مردود حکومت کے سائے میں زندگی بسر کرنے پر ہرگز آمادہ نہ تھے ۔ اسی لیے ہمارے جہاد نے طول پکڑا ، اب اگر ایک مخلوط حکومت تشکیل دینے کی کوشش ہو رہی ہے تاکہ مجاہدین کوئی ایسا فارمولہ قبول کرنے پر راضی ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے مجاہد عوام کا یہ تیرہ سالہ جہاد

جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری قوم اور ملت پر ایک بہت بڑا اعزاز و اکرام ہے ، یہ عزت کا تاج ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم کے سر پر رکھا ہوا ہے ۔ الحاج جلال الدین حقانی

پندرہ سولہ لاکھ کے خونِ شہداء کا نذرانہ ساٹھ لاکھ مہاجرین کی ہجرت ایک لاحاصل اور بے معنی عمل تھا ، لہذا مجاہدین ہر اس فارمولہ و منصوبہ کو رد کرتے ہیں جسکے نہ ماننے کے نتیجے میں انہوں نے اتنی طویل جنگ لڑی ہے ۔

دوسری غیر عادلانہ چیز جو اقوام متحدہ کے منصوبے میں شامل ہے وہ فریقین کی امداد کی عدم فراہمی ہے ، نیز دونوں فریق پر جنگ بندی کا زور دیا گیا ہے یہ دونوں شرطیں ایسی ہیں جس کے عائد کرنے سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ جنگ کا مجرم فریق کونسا ہے ؟ یا کس کی غلطی ، سہو و خطا کے نتیجے میں یہ جنگ شروع ہوئی ہے ، دونوں فریق مجرم نہیں !! سیاسی حل کی اس تجویز کے حوالے سے جنگ کے اصل مرتکب اور مجرم معلوم نہیں ؟ یہ کہ جنگ بندی عمل میں آجائے اور دونوں فریق کو امداد فراہم نہ کی جائے ۔ اس بارے میں ہماری "عمومی شوریٰ" کے جہادی کمانڈروں نے ذاتی اور رسمی دونوں طریقوں سے کئی مرتبہ اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ اقوام متحدہ افغانوں کے دوست ممالک اور اسلامی ممالک جب تک نجیب اور ان کے ساتھیوں کو جنگ کے مجرمین کے طور پر تسلیم نہ کریں

اور اس بات کی تائید و حمایت نہ کریں
کہ نجیب حکومت غیر قانونی ہے، نیز یہ
کہ جنگ کے اصل عامل، پندرہ لاکھ
شہداء ساٹھ لاکھ مہاجر (پانچ لاکھ
باہر ملکوں میں اور ایک لاکھ افغانستان
کے اندر) بیواؤں، یتیموں، افغانستان
کی تباہی و بربادی اور افغانستان میں
روسیوں کو دعوت دینے کے اصل عاملین
نجیب اور ان کا برسر اقتدار ٹولہ ہے
جب تک مذکورہ بالا حقائق رسمی طور پر
ثابت ہو کر انکی تائید و حمایت نہ کی جائے
تب تک مجاہدین نہ تو جنگ بندی کریں گے
اور نہ ہی اس تجویز سے اتفاق کرنے پر
راضی ہو جائیں گے کہ دونوں فریقوں
کی امداد بند کی جائے۔

اگر اقوام متحدہ یا دیگر ممالک ایسا
کوئی قدم اٹھائے تو یہ افغان مجاہدین
اور پوری افغان قوم کے حق میں نہایت
بڑا ظلم ہوگا کہ ظالم و مظلوم دونوں کو ایک
برابر سمجھے، میری رائے کے مطابق اگر
نجیب اور کابل انتظامیہ، جنگ، بربادی و
تباہی کے اصل عاملین و مجرمین کی حیثیت
سے پہچانے جائیں تو سیاسی حل خود بخود نکل
آئے گا۔ جب یہ لوگ میدان سے ہٹا دیئے
جائیں اس کے بعد جنگ بندی، امداد کی
عدم فراہمی اور نجیب اور اس کے دہری
ٹولے کے بغیر تمام مسلمان، افغان قومیتوں
اور طبقوں سے ایک مضبوط اور اسلامی حکومت
بنانا مجاہدین کا اپنا کام ہے۔"

سوال:۔ سابقہ بیانات و
توضیحات کی رو سے اس سال موسم گرما میں
جہادی فیلڈ کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کا
تیسرا اجلاس ہونا تھا مگر ابھی تک یہ عمل
سر انجام نہ ہو سکا اس اجلاس کے تعطل
کی وجہ کیا ہے؟"

جواب:۔ اس اجلاس کے تعطل
کی اصل علت یہ ہے کہ جہادی کمانڈروں
کی عمومی شوریٰ کے پہلے مقدماتی اجلاس
جو دشاہ سلیم، اور توپخانہ میں منعقد کئے
گئے تھے، میں بعض مقاصد کے حصول کی
نشاندہی کی گئی تھی جو ابھی تک حاصل نہیں
ہوئے ہیں۔

پہلے اجلاس کے مقاصد میں فتح خوست
خواجہ غار پر تسلط حاصل کرنا، زیباک پر
قبضہ کرنا، شاہراہ سالنگ کو وقتاً فوقتاً
کاٹنا، کابل جلال آباد شاہراہ کو مسدود
کرنا، کابل کی حفاظتی چوکیوں پر حملہ کرنا،
زابل کو فتح کرنا، غزنی، گردیز اور لوگر میں
جہادی کاروائیاں انجام دینا شامل تھا
جن میں سے بعض مقامات پر مجاہدین کو
تسلط حاصل ہوا ہے اور بعض مقامات
پر کاروائیاں ہو رہی ہیں، ہمارا فیصلہ
یہ تھا کہ جو دوسرے اجلاس میں جس
اسٹراٹیجی کا تعین کیا گیا ہے اس پر کم سے
کم (۸۰) یا (۹۰) فیصد عمل درآمد کرنا چاہیئے
اس کے بعد تیسرا اجلاس منعقد کیا جائے گا
ہمیں چاہیئے کہ دوسرے اجلاس میں وضع

کی گئی حکمت عملی کی مکمل رپورٹ اور نتائج تیسرے اجلاس میں پیش کریں۔

اجلاس کے فیصلوں میں خوست فتح کرنے کا فیصلہ بھی ہوا تھا، چنانچہ خوست فتح ہوا، ہم کہہ چکے تھے کہ خواجہ غار پر قبضہ حاصل کریں گے اس پر قبضہ کیا گیا، زیباک پر تسلط پائیں گے۔ وہ بھی ہو گیا، شاہراہ سالانگ اور کابل جلال آباد شاہراہ کاٹ دیا گیا، کابل کی حفاظتی چوکیاں فتح کر لی گئیں، لوگر، غزنی، گردیز اور کابل مجاہدین کے حملوں کی زد میں ہیں، تیسرے اجلاس میں بعد کے مراحل زیر غور آئیں گے۔ چنانچہ تیسرے گرما کا تعین کر چکے تھے۔ اس لئے کہ افغانستان کے اکثر و بیشتر صوبوں میں موسم سرما کے دوران آزادانہ طور پر جنگ نہیں لڑی جا سکتی اور نہ ہی وہاں سامان رسد پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس لئے ایک طرف فیصلے کے مطابق تیسرا اجلاس کرانے کا وقت آ پہنچا دوسری طرف عین اسی وقت مجاہدین کے لئے سامان رسد متعلقہ صوبوں تک پہنچایا گیا اور مجاہدین نے دشمن پر بڑے حملے شروع کئے اس وقت "شوریٰ" کے اجلاس منعقد کرانے کا وقت پہنچا ہے اور وہاں افغانستان کے اندر مجاہد کمانڈر صاحبان بڑی کارروائیوں میں مصروف بھی ہیں۔ اگر ہم اجلاس منعقد کراتے ہیں ہو رہی ہے۔ تاکہ ان کمانڈروں سے جو (شوریٰ) کے کارکن بھی ہیں اور جنگ کی کمان بھی ان کے ہاتھوں میں ہے سے ملاقات کریں اور افہام و تفہیم کے نتیجے میں انہیں ایسے حالات پیدا کرنے پر راضی کیا جائے کہ جہادی سرگرمیوں میں تعطل بھی نہ آئے اور شوریٰ کا اجلاس بھی مزید تعطل کا شکار نہ ہو انشاءاللہ جلد ہی ایسے سازگار حالات میں شوریٰ کا تیسرا اجلاس منعقد ہو جائے گا۔

سوال: ۔ جیسا کہ آپ نے بھی اشارہ کیا ان اواخر میں مجاہدین نے افغانستان کے مختلف حصوں میں بالخصوص افغانستان کے شمالی علاقوں میں کامیاب کارروائیاں

> انصار بھائیوں کو میرا پیغام یہ ہے کہ وہ جہاد افغانستان اپنے لئے دردِ سر اور عذاب نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک اعزاز و کرامت سمجھیں اور افغان مجاہدین کی مدد و پشتیبانی جاری رکھیں۔
>
> (مولوی جلال الدین حقانی)

اجلاس کے انعقاد کی راہ میں یہی عوامل تاخیر اور رکاوٹ تھے۔ مگر اب الحمدللہ اس حکمت عملی کا (۷۰) فیصد نتائج ہم حاصل کر چکے ہیں۔ اور آئندہ بیس تیس دنوں کے دوران جبکہ تیسرا اجلاس منعقد کرنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں۔ انشاءاللہ باقی مقاصد کے حصول میں بھی ہمیں کامیابی نصیب ہو گی کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کے تیسرے اجلاس کی تاخیر کا سبب یہ بھی تھا کہ اس اجلاس کے لئے ہم موسم اور کمانڈروں کو بلاتے ہیں تو خاصی مدت کے لئے ہمارے کمانڈر صاحبان کو جہادی کارروائیوں میں مصروف مجاہدین کی رہنمائی سے ہاتھ کھینچنے ہوں گے تو اس مقصد کی خاطر کہ ثواب دارین کے طور پر شوریٰ کا اجلاس بھی منعقد کرایا جا سکے اور جنگ کا پروگرام بھی جاری رہے اس ضمن میں کوششوں اور بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری ہے بعض علاقوں کو وفود جا چکے ہیں اور بعض علاقوں میں وفود بھیجنے کی تیاری انجام دی ہیں۔ کیا آپ یہ بتانا مناسب فرمائیں گے کہ ان کارروائیوں میں کس پیمانے پر کمانڈروں کی شوریٰ کے فیصلوں اور کردار کا نقش موجود ہے؟

جواب: ۔ جیسا کہ پہلے جوابات میں کہہ چکا ہوں اس وقت جب ان کارروائیوں کا نشان تک موجود نہیں تھا ہم اعلان کر گئے تھے کہ مذکورہ علاقوں میں ہماری کارروائیاں شروع ہونے والی ہیں۔ بعد میں ہمارے اعلان کے مطابق انہی علاقوں

میں جنگ شروع ہو گئی۔ راستے کاٹ دیئے گئے۔ ہم نے جن علاقوں پر حملہ کرنے کا اعلان کیا تھا وہاں کاروائیاں شروع ہونے لگیں جن راستوں اور علاقوں کے محاصرے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ ان علاقوں کا محاصرہ عمل میں آیا اس لئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ جنگیں سو فیصد کمانڈروں کی شوریٰ کے منصوبوں اور فیصلوں کے عین مطابق شروع ہو چکی ہیں جن کے اچھے نتائج نکل آئے ہیں۔

نصرت الجہاد : ۔ جناب حقانی صاحب آخر میں مہربانی کر کے اگر نصرت الجہاد کے قارئین کرام، نیز افغانستان کے مسلمان و مجاہد قوم کے نام اپنا پیغام فرمائیں گے!

الحاج حقانی صاحب!

افغانستان کے مسلمان و مجاہد قوم کے نام میرا پیغام یہ ہے کہ وہ مدت جہاد میں مزید طوالت سے پریشان نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ گو مدت جہاد طول پکڑتا جا رہا ہے جب کہ افغانستان کی مکمل فتح عمل میں نہیں آ سکی ہے۔ اس راہ میں انہیں تھکاوٹ محسوس نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صبر و استقامت سے کام لینا چاہیئے۔ انہوں نے اب تک جو بھی فتوحات حاصل کی ہیں اور بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں یہ ان کے ان ہی صبر و تحمل اور استقامت کا نتیجہ ہے آزادی افغانستان اگر چودہ سال تک ٹل جاتا ہے تو روس جیسی سپر مادی طاقت کو شکست دینا اور ان کے ملحد مزدوروں کے چنگل سے ملک آزاد کرانے کے لئے اتنا عرصہ گزارنا زیادہ نہیں بلکہ کم ہے۔

عقل اور نقل کے لحاظ سے یہ بات قابل قبول ہے کہ غیروں کے ظلم و تشدد کے چنگل سے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے مجاہدین کو اتنا عرصہ گزارنا چاہیئے تھا کیونکہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دس سال کی مدت میں جزیرۃ العرب کو مشرکین اور یہودیوں کے ظلم و ستم سے پاک کر ڈالا۔

عام اذہان کے مطابق یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ ہم گناہ گار ہیں اس لئے یہ مشکلات مصائب اور عذاب ہم پر مسلط کیے گئے۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے افغان قوم ہی کو اس بڑی آزمائش سے کامیاب نکال کر بڑے افتخارات انہیں نصیب فرمائے اس لئے جہاد اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم، اعزاز اور افتخار ہے اور اسے اپنے ان بندوں کو عطا فرما دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قریب اور عزت مند ہوں ان بندوں کے تمام خصائل ایسے ہوتے ہیں کہ وہ یہ تمام مشکلات مصائب اور آلام برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبر و استقامت رکھتے ہیں اور ان سے کامیابی کے ساتھ نکل سکتے ہیں۔

اس بناء پر جہاد اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ جس قدر بھی دوام دار ہو باعث سرور و خوشی ہے۔

افغانوں کو جان لینا چاہیئے کہ جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ایک نعمت ہے، کرامت ہے۔ اور اعزاز، ہمیں چاہیئے کہ اس نعمت و اعزاز کے دوام پر ہم ناراض نہ ہوں۔

قارئین کرام سے بھی میری یہ آرزو ہے کہ وہ دوام جہاد اپنے لئے دردِ سر اور عذاب نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک اعزاز و کرامت سمجھیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مجاہد کے دل میں اللہ کی خوشنودی کے بجائے اور کوئی ارادہ کارفرما نہیں ہوتا"......

الحاج جلاالدین حقانی

شہید مرتے نہیں زندہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین
امابعد!

میرے عزیز بھائیو!

آج ہم ایک شہید کی فاتحہ خوانی کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ اپنے شہید بھائی کے جہاد اور شہادت کے واقعات یاد کر کے ان کے ایثار اور قربانیوں کو مناتے ہوئے اور انکی قدر دانی کرتے ہیں

محترم بھائیو!

ایک مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ چار چیزوں کا بدلہ لے۔ اس کے لیے لڑے اور میدانِ جہاد میں کود پڑے۔ ان چار چیزوں میں سے ایک مسلمان کی زندگی ہے، جب ایک مسلمان پر تعرض اور حملہ ہو جائے اور اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کا دفاع کرے۔ بلکہ اس پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے ہتھیار اٹھائے اور لڑے۔

دوسری چیز ایک مسلمان کی عزت وآبرو ہے، جب بھی کسی مسلمان کی عزت وآبرو خطرے میں پڑ جائے اور اس کی ناموس پر حملہ ہو جائے تو ایسی حالت میں اس پر لازم ہے کہ وہ بندوق اٹھائے اور اپنا ناموس، عزت اور آبرو بچانے کے لیے ڈٹ کر مقابلہ کرے۔

تیسری چیز جس کے تحفظ کے لیے مسلمان پر مسلح جدوجہد اور مقابلہ لازمی ہوتا ہے وہ مسلمان کا دین اور ایمان ہے۔ جب ایک مسلمان کے دینی عقائد اور ایمان پر تعرض کیا جائے اور اس کے دینی شعائر کا مذاق اڑایا جاتا ہو تو ایسے میں بھی اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ حملہ آور اور تجاوز کرنے والے کے خلاف مسلح مقابلہ اور جہاد کرے۔

چہارم زمین اور دولت ہے۔ جب ایک مسلمان قوم اور ملت کی سرزمین پر تجاوز کیا جائے تو اس سرزمین کے مکینوں پر متجاوز اور حملہ آور کے خلاف مقابلہ اور جہاد کرنا فرض ہے اور جہاں کہیں بھی یہ چاروں چیزیں خطرے میں پڑ جائیں وہاں تو مسلمان کے لیے ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور مسلح جہاد برپا کرنے کے اور کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

ایسے میں مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلحہ اٹھائے اور دشمن کے خلاف جہاد کا آغاز کرے۔ چنانچہ افغانستان میں افغان مسلمان قوم کے ان چاروں نوامیس کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے ان کے لیے مقابلہ کرنے اور جہاد کرنے کے

سوا کوئی دوسرا راستہ موجود نہیں رہا تھا۔
اس وقت ہماری قوم کے لیے جہاد کرنے کی ضرورت تھی۔ صبر واستقامت کی ضرورت تھی، مقابلہ، جہد وجہد اور مزاحمت کی ضرورت تھی۔

ہمارے (۱۶) لاکھ مسلمان عوام روسی حملہ آور اور مقامی ملحدین کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے، ہماری مجاہد قوم کی سرزمین پہ تجاوز کیا گیا ہے، ان کی دولت اور مال ومتاع تاراج کیا گیا ہے۔ ان کے دینی شعائر کا مذاق اڑایا گیا، دینی مدارس اور مساجد منہدم کئے گئے، ہمارے غیور عوام کا ناموس خطرے میں پڑ گیا، مختصر یہ کہ ہمارے مذکورہ چاروں نوامیس پہ تعرض کیا گیا تھا۔ لہذا انہی نوامیس کے تحفظ کی خاطر جنگ اور مقابلہ کرنے ہی کو جہاد کہا جاتا ہے۔ اور یہ مسلمان کا فرض اور ذمہ داری ہے۔

بھائیو!

جہاد اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہماری قوم اور ملت پہ ایک بہت بڑا اعزاز واکرام ہے، یہ عزت کا تاج ہے

شہید اپنے خون میں اللہ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔

جو اللہ تعالےٰ نے ہماری قوم کے سر پر رکھا ہوا ہے، اسے ہمیں مصیبت اور تکلیف نہیں سمجھنا چاہیئے، اللہ تعالےٰ پاکستان، عرب، لیبیا، یمن اور دیگر اقوام کو بھی اس انعام کا مستحق قرار دے سکتا تھا، مگر ان سب میں سے اللہ تعالےٰ نے جہاد کے لیے افغان قوم کو منتخب کیا اس لیے کہ ان میں صبر، تحمل، ثبات اور شجاعت موجود تھی۔

نیز یہ قوم قربانی وایثار کی متحمل ہو سکتی ہے، اللہ نے دنیا والوں پر افغان قوم کی شجاعت، مردانگی اور جذبۂ قربانی ثابت کر دکھایا، اس لیے ہمیں چاہیئے کہ اس جہاد کو تکلیف، عذاب، اور مصیبت نہ سمجھے، بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے اپنے لیے بہت بڑا انعام واکرام سمجھے!

ارشادِ خداوندی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں مرنے والوں کو مردہ مت کہو۔ کیونکہ وہ زندہ ہیں، انہیں ابدی زندگی نصیب ہوئی ہے، شہید کو مردہ کہنے سے اللہ تعالےٰ لوگوں کو منع فرماتا ہے، ایک دوسری جگہ میں ارشادِ خداوندی ہے کہ شہید پر مردہ کا گمان تک نہ کرو۔ مقصد یہ کہ اپنے خیال وگمان میں یہ بات نہ لاؤ کہ شہید مردہ ہے۔ بلکہ وہ زندہ ہے۔

میرے مجاہد بھائیو!

شہید کی روح اللہ تعالےٰ خود لے لیتا ہے، ملک الموت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ شہید کی روح لے لے۔

شہید کو اللہ تعالےٰ شفاعت کی اجازت دے دیتا ہے اور قیامت کے روز ایک شہید کی شفاعت پر جہنم کے مستحق (۷۰) افراد جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جتنے بھی لوگ شہید کے دوست واحباب ہوں اور شہید ان کے شفاعت کریں۔ اللہ تعالےٰ شہید کی خاطر انہیں بخش دیتا ہے۔

شہید کی ایک فضیلت یہ بھی ہے۔

جہاد افغانوں کے لئے باعثِ افتخار ہے

کہ اس کی شفاعت دوسری امتوں میں بھی
چل سکتی ہے۔ یعنی شہید جس امت کے
لوگوں کی شفاعت چاہے کر سکتا ہے۔

عزیز بھائیو!

پرواز روح کی حالت میں شہید
کو قطعاً تکلیف نہیں ہوتی، بلکہ اسے اس
نازک حالت میں لذت محسوس ہوتی ہے،
اور یہ ایسی لذت ہے کہ جنت میں بھی نہیں
اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کا اتنا
بڑا مقام ہے کہ جنت میں ان سے پوچھے
گا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ جو چاہو گے
عنایت فرما دیا جائے گا۔ لیکن شہید
کہے گا کہ مجھے بس صرف شہادت کے وقت
پرواز روح کی لذت پسند ہے اور اللہ
کی راہ میں یہ عمل بار بار چاہتا ہوں۔

بھائیو!

دنیا میں جو بھی وفات پاتے ہیں۔
خواہ وہ قطب ہو، شیخ الحدیث ہو۔
یا پیغمبر (ع)، ان سب کو وفات کے بعد
غسل دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ محض شہید
کا امتیاز ہے کہ اسے غسل نہیں دیا جاتا۔
اور تختہ غسل پر اس کے کپڑے نکالے
نہیں جاتے، بلکہ شہید اپنے کپڑوں میں
دفن کیا جاتا ہے، شہید اپنے خون میں اللہ
کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن زلزلہ
آجائیگا اور لوگوں کے درمیان ایک رستہ
نکل آئیگا۔ اور اس راستے پر شہدا
اپنے خون میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں
پیش ہو جائیں گے۔

زخمیوں کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے
اور لوگ ہجرت کرنے پر بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ جس نے بھی جہاد
کی راہ میں قدم اٹھایا اور جہاد کیا تو
ان پر جہنم کی آگ حرام ہے، اگر کسی نے
جہاد میں ایک شب گزاری یا مجاہدین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ اور حضرت
موسیٰ اس راستے میں ہوں گے تو وہ بھی
شہید کو راستہ دیں گے۔
شہید کے بدن سے جب مچھر
کی آنکھ کے برابر بھی خون بہہ جائے۔
اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف
کر دیتا ہے۔

محترم بھائیو!

اللہ تعالیٰ جب ایک علاقے میں
جہاد لاتا ہے تو وہاں شہداء کا سلسلہ
بھی جاری ہوتا ہے، وہاں غازی بھی
پیدا ہو جاتے ہیں۔

کا تعاون کیا اور ان کے خاندانوں کی مدد کی۔
مجاہدین کے لیے دعا کی۔ ان کے یہ سب
اعمال جہاد میں شمار کیے جاتے ہیں۔
اور وہ جہاد میں شامل تصور کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس قوم میں جہاد برپا
کرنے کا ارادہ فرماتا ہے وہ قوم بڑی
ایماندار اور ثابت قدم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ
ان میں یہ قوت اور طاقت دیکھتا ہے، اس
لیے انہیں ان آزمائشوں سے دوچار کر
دیتا ہے۔

عزیز بھائیو!

ہمیں یہ ہرگز نہیں کہنا چاہیے
کہ ہمارے جہاد کی مدت طول پکڑ گئی۔
اس لیے کہ جہاد اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی
نعمت ہے، عزت ہے اور اکرام جتنا
بھی جہاد طول پکڑ جاتا ہے اتنا
ہی اس قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف
سے عزت و افتخارات کا سلسلہ بڑھتا

(باقی صفحہ ۲۸)

دنیا میں جو بھی وفات پاتے ہیں خواہ وہ قطب ہو، شیخ الحدیث ہو یا پیغمبر (ع)۔ ان سب کو وفات کے بعد غسل دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ محض شہید ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ اسے غسل نہیں دیا جاتا اور تختۂ غسل پر اس کے کپڑے نکالے نہیں جاتے۔

سید عبداللہ

روس بھی انتشار و افتراق کا شکار ہو گیا

کمیونزم کے تابوت پر آخری کیل خود کمیونسٹوں نے ٹھونک دی۔

۱۹ راگست ۱۹۹۱ء بروز سوموار روس میں سخت مزاج انتہا پسند کمیونسٹ ٹولے نے اس ملک کے وزیر دفاع جاسوسی ادارے کے۔جی۔بی کے سربراہ نائب صدر گیناڈی یانایوف اور پانچ دیگر بااثر کمیونسٹوں کی سربراہی میں بغاوت کر دی۔ باغیوں نے روسی اعتدال پسند کمیونسٹ صدر۔ مسٹر گورباچوف کو مسند اقتدار سے محروم کر دیا اور گورباچوف کے نائب گیناڈی یانایوف نے اقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ اگرچہ اقتدار کی یہ ڈرامائی تبدیلی کل تین روز پر مشتمل رہی اور اس کے بعد مسٹر گورباچوف دوبارہ تخت کرملین پر براجمان ہوئے۔ لیکن روس میں کمیونسٹ نظام کے ۷۰ سالہ تاریخ میں یہ پہلا اور انوکھا واقعہ ہے جو ۱۹۱۷ء کے بعد پہلی دفعہ روسی استعماری ملک میں رونما ہوا۔

روس میں ۱۹۱۷ء میں لینن کی زیر قیادت کمیونسٹ انقلاب کے بعد وہاں عوامی اجتماعات، جلسوں اور جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کی گئی تھی اور فوجی و عوامی بغاوت تو کیا لوگ اظہار رائے جیسے بنیادی حق سے بھی محروم چلے آرہے تھے۔ روسی معاشرے میں سب کچھ کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین اور صدر کی مرضی کے مطابق ہو رہا تھا اور ان کی رائے و مرضی کے بغیر کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ مگر گیناڈی۔ یانایوف اور ان کے ساتھیوں نے روسی نظام کے رائج سبھی روایات کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا اور نہ صرف یہ کہ حکومت وقت کے ڈکٹیٹر مسٹر گورباچوف کے مرضی کے خلاف قدم اٹھا سکے بلکہ انتہائی جرأت مندی کے ساتھ خود گورباچوف کو اقتدار سے ہٹا بھی دیا۔ چنانچہ ان کے اس اقدام سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ روس اب پہلے کی طرح ایک پرامن ملک نہیں رہا وہاں اب فوجی و عوامی بغاوت نے جنم لیا عوامی انتشار و بغاوت وہاں کے عوام کا روزمرہ کا معمول بن جانے کا خطرہ یقینی ہو گیا ہے۔ اب روسی عوام اور روسی مقبوضہ ریاستوں کو بزور شمشیر و ٹینک غلام رکھا نہیں جا سکتا۔

روس میں رونما ہونے والے ناکام بغاوت کے نتیجے میں یہ ملک مزید خواری و رسوائی کا شکار ہو گیا۔ ایک طرف اس

ناکام بغاوت سے بے وقوف انتہا پسند کمیونسٹ ٹولے نے غیرارادی طور پر خود ہی کمیونزم کی تابوت پر آخری کیل ٹھونک دیا۔ کیونکہ اس کے بعد انتہا پسند کمیونسٹوں کے لئے اقتدار میں حصہ لینے کے امکانات بہت کم ہوگئے، اور ان کے اس عمل نے روس میں ہمیشہ کے لئے کمیونسٹ نظام کے خاتمے کا بڑا کردار ادا کیا، دوسری طرف اس بغاوت نے روس سپر طاقت ہونے کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ کیونکہ سپر طاقت روس جس نے ویت نام میں امریکہ کو شکست و رسوائی سے دوچار کیا تھا اور جسے امریکہ اپنے سے بڑا طاقت سمجھ رہا تھا، افغان مجاہدین کے ہاتھوں شکست کے بعد جس نے امریکہ کی جانب مدد کے لئے ہاتھ پھیلا دیا تھا اس ناکام بغاوت کے بعد مکمل طور پر امریکہ کی جھولی میں جا گرا۔

اس کے علاوہ روس میں آزادی خواہی کے جذبات روز بروز عوام میں بڑھتے جا رہے ہیں اور رقبے کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے اس ملک کی کئی ریاستیں مکمل آزادی کا اعلان بھی کر چکی ہیں۔

انتہا پسند کمیونسٹ عناصر کی طرف سے گورباچوف کے خلاف بغاوت کان کنوں کی ہڑتال، روسی ریاستوں کے زیادہ اختیارات کا مطالبہ اور بالٹک ریاستوں کی طرف سے اعلان آزادی یہ سب کچھ روس کے انتشار و بغاوت کا شکار ہونے کی واضح مثالیں ہیں ورنہ اس سے قبل ایسا کچھ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، روس کے طول و عرض میں حکومت کی پالیسیوں، نظام حکومت معاشی و اقتصادی منصوبہ بندیوں کے خلاف مظاہرں اور ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہوگیا ہے مرکزی حکومت سے ریاستوں کے مزید اختیارات حاصل کرنے اور مکمل آزادی خواہی کی لہر تمام سوویت یونین میں دوڑ گئی ہے ایک وقت ایسا بھی تھا کہ روسی حکمرانوں کے تصور میں افغانستان سے ہوتے ہوئے سمندر کے گرم پانیوں تک رسائی اور خلیجی ممالک کے تیل سے مالامال کنووں پر راج کرنے کا نقشہ گزر رہا تھا چنانچہ امریکہ بہادر کو ویت نام میں شکست دینے کے بعد روس نہایت مغرور ہو کر اپنے دیرینہ عزائم پورا کرنے کی غرض سے گرم پانی اور تیل کے کنووں تک رسائی کے لئے پہلے اقدام کے طور پر اپنی سرخ افواج کو لے کر چھوٹے ہمسایہ اور آزاد اسلامی ملک افغانستان پر چڑھ دوڑا۔

لینن اور سٹالن کے نظریات اور ظالمانہ پالیسیوں کے کٹر شاگرد اور توسیع پسند روسی صدر لیونید بریژنیف کا خیال تھا کہ ان کی بے لگام افواج مختصر سی مدت میں افغان جیالوں کو زیر کرنے میں کامیاب ہو کر پاکستان کے راستے سمندر تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس طرح روس امریکہ کو پیچھے چھوڑ کر ساری دنیا میں واحد سپر طاقت کی شکل میں ابھرے گا۔ لیکن افغانوں کی تاریخ سے بے خبر بریژنیف کا یہ ارمان پورا نہ ہوا اور اسے اپنے ساتھ قبرستان لے گیا اندروپوف آیا اور وہ بھی جہادِ افغانستان ہی کے دوران موت کی نیند سو گیا، پھر چرننکو کا بھی یہی حشر ہو گیا۔

آخر کار میخائیل گورباچوف کا دور آیا گورباچوف کے دورِ حکومت میں نہ صرف یہ کہ روسی حکمرانوں کی دیرینہ آرزوئیں اور توسیع پسندی کی تمنائیں پوری نہ ہوئیں بلکہ ۱۹۱۷ء کے کیمونسٹ انقلاب کے بعد روسی امپراطوری کا جو شیرازہ قائم کیا گیا تھا وہ بھی بکھر گیا۔ افغان مجاہدین کے ہاتھوں انہیں بڑی ہزیمت اُٹھانی پڑی حتیٰ کہ سپر طاقت ہونے کا دعویٰ چھوڑ کر روس اپنے مدمقابل امریکہ اور دیگر مغربی ممالک سے بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا۔ وہاں مغربی ممالک کی گورباچوف کو امداد دینے کی یہ حالت ہے کہ اسے کبھی ایک شرط سے منسلک کیا جا رہا ہے اور کبھی دوسری شرط سے جبکہ ایک سپر طاقت ہونے کے ناطے روس کے لئے نہایت رسوائی کی بات ہے، روس کی اقتصادی و معاشی صورتحال روز بروز بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔

ہماری سوچ اور تجزیہ کے مطابق روسی استعمار کے زوال کے آثار اس وقت رونما ہونے لگے جب انہوں نے شاہینوں کے گھونسلوں تک اپنا ہاتھ بڑھایا۔ یعنی انہوں نے انگریزی استعمار کو زوال سے دوچار کرنے والی ہستیوں، افغان جیالے، غیور اور مومن قوم کی سرزمین پر یلغار کی اور اس سرزمین کی شاہین صفت مکینوں کو اپنے ناپاک اور مذموم عزائم پورا کرنے کی خاطر تہہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔

کمیونسٹ نظام کا بوریا بستر تو ساری دنیا سے گول ہوگیا ہے اور خود کمیونزم کے بانی اور علمبردار ملک روس میں جو تھوڑا بہت اس نظام کا پرچار ہو رہا تھا وہ بھی حالیہ ناکام بغاوت کے بعد ختم ہوگیا نظریاتی طور پر تو روس ختم ہوچکا ہے اب محض رقبے کا مسئلہ رہ گیا ہے، وہ بھی انشاء اللہ حل ہوجائے گا، روس کی پندرہ ریاستوں میں سے بالٹک کے تین ریاستوں نے تو اپنی مکمل آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ باقی ریاستیں بھی بھرپور اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہیں اور مستقبل قریب میں اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ ریاستیں بھی روسی استعمار کی زنجیروں سے نجات پاکر اپنے مستقبل کا خود تعین کرکے آزادی کی بڑی نعمت سے ہمکنار ہوجائیں گی۔

تاریخ گواہ ہے کہ جس غاصب، حملہ آور اور سپر مادی طاقت نے بھی افغانستان کی مردم خیز سرزمین پر تسلط کا خواب دیکھا ہے اور اس سرزمین کے غیور اور مومن بچوں سے نبرد آزما ہونے کی کوشش کی ہے۔ جلد یا بدیر اس کا زوال یقینی ہوگیا ہے، مثال کے طور پر چنگیزیوں، مغلوں اور انگریزوں کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ اس لئے ہم اپنے ماضی کے تاریخی تجربات کی قوت سے ببانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں اور دنیا والوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ روس مزید (بقول ان کے) سپر طاقت نہیں رہے گا بلکہ آئے دن بیرونی اور اندرونی انتشار و بغاوت کا شکار ہوکر نابودی کی گہرائیوں میں جاگرے گا۔ زوال کے آثار تو پہلے سے ظاہر ہونے لگے تھے۔ اب اس سلسلے میں اقدامات بھی ہونے لگے ہیں۔

جہاں تک ہمارے جاری اسلامی جہاد کا تعلق ہے، روس میں چہروں اور سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہمارا جہاد اپنے نصب العین کے حصول تک جاری رہے گا خواہ روس میں کمیونسٹ نظام ہو یا شیطانی خدوخال کے عین مطابق مغربی نظام ہمارے لئے روس اور امریکہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ ہم گورباچوف کی بہ نسبت اگر روس میں کوئی انتہا پسند کمیونسٹ برسر اقتدار آجائے زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ نظریاتی طور پر ثابت قدم ہوگی مگر گورباچوف منافق صفت ملحد ہے وہ ایک طرف تو کمیونزم کا دلدادہ ہے، دوسری طرف امریکی امداد کی لالچ میں آکر مغربی طرز طریقے پر استوار ایک مغربی جمہوری نظام کا خواہاں ہے چنانچہ ان کی یہ دوہری پالیسی اسلام اور مسلمانوں کے لئے کمیونزم اور مغرب کی شیطانی جمہوریت دونوں کی بہ نسبت زیادہ خطرناک ہے۔

دراصل روس اور امریکہ دونوں یہودی لابی والے ملک ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، یہاں جو بھی کرسی اقتدار پر براجمان ہو اور جو بھی نظام حکومت رائج ہو مسلمانوں کو اس سے نیک توقعات نہیں رکھنے چاہیئے۔

کمیونزم کی نابودی اور روسی استعمار کے خاتمے کے بعد اب امریکہ کی باری ہے انشاء اللہ مغرب کی شیطانی جمہوریت اور نشہ ملک گیری میں ڈوبے ہوئے جارج بش کا نیا عالمی نظام بھی کمیونزم کی طرح زوال کے جھٹکے کھاتا ہوا اپنے آغاز ہی میں نابود ہوجائے گا۔ آخری فتح اسلام اور مسلمانوں کی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ دنیا اسلامی نظام حکومت کے سائے تلے پرامن اور خوشی کی زندگی گزارنے لگے۔

سید عبداللہ

ضیا تیرے کارنامے یادگار رہیں گے

ایک غیر اسلامی مملکت کے دار الحکومت ویانا میں غیر وابستہ ممالک کی سربراہی کانفرنس کے موقع پہ تاریخ انسانی میں پہلی بار آسمانی اور آخری الہٰی کتاب قرآن عظیم الشان مبارک آیات کی تلاوت کس سربراہِ مملکت کا کارنامہ ہے ؟

نیویارک میں اقوام متحدہ کے دفتر کے اندر کلام پاک کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت اور دونوں حساس اور اہم اداروں کے اندر اسلامی وعظ و نصیحت کس مردِ مومن اور مردِ حق نے کی ؟

روس جیسی مادی سپر طاقت کے سربراہ جس سے امریکہ بہادر بھی اُس وقت کانپتا تھا کے سامنے کس مردِ مومن نے افغان مجاہدین و مہاجرین کی مدد و حمایت سے باز رکھنے پر بلاخوف و ہراس پوری متانت اور مردانگی سے منہ توڑ جواب دیا ؟

وہی عالم ہے دیوانوں کا اب تک
بھلا سکتا نہیں تجھ کو زمانہ

یہ ایک ناقابل تردید سچائی ہے کہ ان سب کارناموں اور مقابلوں کا سہرا جناب شہید اسلام اور شہید جہاد افغانستان سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے سر ہے۔

ویانا میں اس سے پہلے بھی کئی کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں، جن میں عرب و عجم کے پورے عالم اسلام کے سربراہوں نے شرکت فرمائی تھی، لیکن کسی کی بھی یہ ہمت و جرأت نہ ہی کہ وہ وہاں کلام اللہ مجید کی مبارکہ آیات کی تلاوت کر سکے۔

یا اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنی دینی ذمہ داری انجام دے کر دنیا والوں کو اسلامی وعظ و نصیحت کا فریضہ انجام دیں۔

لیکن اسلام کے اس مخلص سپاہی مرحوم ضیاء الحق نے یہ کارنامہ انجام دیا۔ اسی طرح اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بھی مردِ مومن مردِ حق جنرل ضیاء الحق نے یہ لازوال کارنامہ انجام دیا۔

یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ عصر حاضر میں جبکہ دنیا عیش و عشرت اور شیطانی خواہشات کی تکمیل میں ہوس نفسانی کے جالوں میں جکڑی ہوئی ہے اور خاص طور پر سربراہانِ مملکت تو دین و آخرت کی یاد تک عار سمجھتے ہیں، ان کی زبانوں سے صرف اور صرف دنیوی کا اور نام نہاد ترقی یافتہ و ترقی پذیر جیسے نام و الفاظ ہی نکل سکتے ہیں۔

ایسے میں تقریر کے دوران جنرل ضیاء الحق نے سابقہ معمول کو توڑ کر ایک نیا دینی و اسلامی معمول اپنائے ہوئے اسلامی وعظ و نصیحت

پر مبنی تفسیر کی بنیاد ڈالی جو کہ ایک بہت بڑا تاریخی کارنامہ اور اللہ کی راہ میں ایک بڑا جہاد ہے۔

روسی راہنما چرننکو کی جب اس دار فانی سے جہنم کی طرف روانگی ہوئی تو اپنے معمول کے مطابق مرحوم جنرل ضیاء الحق ان کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے ماسکو گئے، وہاں باتوں باتوں میں گورباچوف نے آمرانہ انداز میں جناب ضیاء الحق پر واضح کیا کہ اگر وہ (ضیاء الحق) افغان مجاہدین ومہاجرین کی امداد وحمایت سے دستبردار نہ ہو جائے تو ان کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی!

دوسرے مذبذب اور ڈرپوک راہنماؤں کی طرح چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ گورباچوف سے معافی مانگتے اور اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کرتے لیکن اس کے برعکس مرد حق ضیاء الحق نے انتہائی دلیری وجرأت سے گورباچوف کو جواب دیا کہ میری موت اور زندگی دونوں اللہ ج کے دست قدرت میں ہے آپ جو چاہیں اور جو بھی کر سکتے ہیں کریں۔

ضیاء الحق ایک مرد باخدا تھا۔ اس نے درحقیقت گورباچوف پر واضح کیا کہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان ماسوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا اور مسلمان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ موت وزندگی کا فیصلہ صرف اور صرف اللہ ہی پر منحصر ہے۔

شہید اسلام شہید جہاد افغانستان ایک پاک طینت، نیک سیرت رحم دل، مومن، نمازی، شب خیز خدا پرست حلیم، خوش خلق اور ملنسار شخصیت کے

مالک تھے، اس کے علاوہ وہ ایک مدبر، دور اندیش اور مسلمان فوجی جنرل بھی تھے۔

ویسے تو ۱۹۷۸ء سے افغانستان سے پاکستان کی جانب افغانوں کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تھا لیکن ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو جب روسی افواج نے براہ راست افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں کے مسلمان عوام براہ راست روسی افواج اور کمیونزم کے نرغے میں آگئے تو افغان مہاجرین قافلہ در قافلہ پاکستان آنے لگے۔ پاکستان بھی اتنا بڑا ملک نہیں کہ اتنی کثیر تعداد میں مہاجرین جذب کر سکتے، اقتصادی ومعاشی لحاظ سے پاکستان کو بھی مشکلات کا سامنا تھا۔ لیکن اس کے باوجود سربراہ مملکت کی حیثیت سے مرحوم جنرل ضیاء الحق نے افغان مجاہدین ومہاجرین کو وہ چیز دی جو ساری دنیا کے بس کی بات نہ تھی، انہوں نے اپنے آغوش وطن میں اپنے ہمسایہ مسلمان افغانی بھائیوں کو جگہ فراہم کی اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ہر وہ مدد وتعاون کیا جو افغانوں کو چاہیئے تھا اور انہیں جس کی ضرورت تھی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر شہید جنرل ضیاء الحق کی پالیسی اور چاہت کے مطابق پاکستانی مسلمان عوام نے اپنے افغانی مجاہد ومہاجرین بھائیوں کا ساتھ نہ دیا ہوتا اور وہ ان کی پشت پناہی نہ کرتے بلکہ وہ یہاں انہیں مشکلات میں کھڑے کر دیتے تو حقیقت یہ ہے کہ افغان مہاجرین ومجاہدین کی حالت فلسطینیوں سے بھی کہیں بدتر ہوتی، لیکن حکومت پاکستان اور پاکستان کے مسلمان عوام نے جناب شہید ضیاء الحق کی راہنمائی کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مہاجر بھائیوں سے ہر ممکن تعاون کیا جس کا نتیجہ اب سب کے سامنے ہے۔

ہجرت کے آغاز میں پاکستان کے اندر روسی لابی سے تعلق رکھنے والے سیاست دان اور ان کے حواری اور

باہر میں اسلام دشمن طاقتیں مجاہدین کو دیوانوں اور اللہ کی راہ میں گھر بار اور دنیوی مال و متاع چھوڑ کر ہجرت کرنے والوں کو ستمگر، بھگوڑوں، باغی، بسماچی اور دیگر غیر مجاز ناموں سے تعبیر کرنے لگے، تاکہ بالعموم دنیا والوں اور بالخصوص پاکستانی انصار بھائیوں کے دلوں میں افغان مجاہدین و مہاجرین کے خلاف نفرت پیدا ہو جائے اور افغان قوم کی برحق جدوجہد اور کمیونسٹ لادین روسی سامراج کے خلاف ان کی دلیرانہ مزاحمت نقش بر آب ثابت ہو، لیکن اللہ کے فضل و کرم، افغان قوم کے مضبوط ارادوں اور افغان جہاد کے حوالے سے جنرل ضیاء الحق کی ٹھوس پالیسی کی بنا پر آخر کار دوست تو دوست دشمن بھی افغان جہاد کے حامی بنے، حتیٰ کہ مغرب و مشرق افغان جیالوں کو مجاہدین کے نام سے یاد کرنے پر مجبور ہو گئے، اب یہ سب کچھ دراصل افغان جہاد کے بارے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مثبت پالیسی اور مجاہد اسلام شہید جنرل محمد ضیاء الحق کے مجاہدانہ کردار و تائید کی بدولت عمل میں آیا۔

مختصر یہ کہ جناب جنرل محمد ضیاء الحق کی مخلصانہ کوششوں نے جہاد افغانستان پر انمٹ نقوش چھوڑ رہے ہیں۔ افغان مسلمان عوام کٹھن اور مشکل ایام میں جناب شہید جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمات اور احسانات کو کبھی بھی نہیں بھولیں گے۔ اور انکی یاد کو ہمیشہ اور تا قیامت تازہ رکھیں گے۔

افغان مجاہد قوم احسان فراموش نہیں، وہ اپنے جہادی ساتھی اور مجاہد بھائی شہید جنرل محمد ضیاء الحق اور پاکستانی انصار بھائیوں کے کئے ہوئے احسانات یاد رکھتے ہوئے انہیں فراموش نہیں کریں گے۔

مرحوم ضیاء الحق نے جس طرح افغانوں کی مادی و معنوی امداد کی ہے وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف میں لکھا جائیگا۔

افغان مجاہد عوام کے دلوں میں شہید ضیاء الحق کے لیے بہت بڑا مقام ہے اور جہاد افغانستان سے متعلق ان کے قابل قدر کارناموں کو وہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انکی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمادے۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ کو رونما ہونے والا واقعہ جس میں شہید اسلام شہید جہاد افغانستان سابق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اپنے ساتھیوں سمیت جہاز کے ایک المناک حادثے کا شکار ہو چکے تھے۔ نہ صرف پاکستانی عوام، افغان مجاہد عوام بلکہ تمام عالم اسلام کے لیئے ایک ناقابل تلافی نقصان تھا اور ان کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلاء صدیوں تک پر نہیں کیا جا سکتا۔

آج جبکہ شہید جنرل محمد ضیاء الحق کے اس دار فانی سے کوچ کئے ہوئے تین سال ہو چکے ہیں، اب بھی ہم ایسا محسوس کر رہے ہیں کہ وہ گویا ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم اب بھی ان کی بے پناہ ہمدردیوں اور شفقتوں سے بہرہ مند ہیں، ہم شہید جنرل محمد ضیاء الحق کی تیسری برسی پر انہیں اپنی عقیدت کے نذرانہ پیش کر رہے ہیں اور اپنے رب کے حضور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں بہشت بریں میں جگہ عطا فرمادے۔"

ضیاء الحق شہید سے ظل الرحمن شہید تک

انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ A Flag There is no Frontier FOR money (دولت کا کوئی سرحد اور پرچم نہیں ہوتا) ، چونکہ انگریز کا سارا معاملہ ہی دولت سے وابستہ ہے۔ اسی لئے ان کے مقولوں میں بھی دولت اور پیسے کا ذکر ہے۔ انگریز دولت کو ایک عالمگیر علامت تصور کرتے ہیں، لیکن ایک خدا، ایک رسول ؐ اور ایک قرآن کے ماننے والے ہونے کے ناطے ہم دولت کی بجائے اسلام ہی کو ایک عالمگیر نظام اور دستور سمجھتے ہیں (مگر چہ اب مسلمان بھی اسلام کو چھوڑ کر دولت کو اپنا مرجع و منبع سمجھنے لگے ہیں) اسلام بھی مسلمانوں کے درمیان کسی سرحد کو روا نہیں رکھتا ، عالم اسلام کا ایک ہی جھنڈا ہے جس پر کلمہ توحید رقم ہوتا ہے اسلام کا پیغام ایک دلکش اور مسحور کن پیغام ہے۔ یہ خوشبو کی طرح ہر گوشے تک پہنچ سکتا ہے۔ اسلام وہ واحد نظام ہے جو جسموں کی بجائے دلوں پر حکمرانی کرتا ہے

اسلام انسان کو انسان سے محبت کا پیغام دیتا ہے۔ اور یہ پیغام محبت جہاں تک پہنچے اچھا ہے۔

پیارے رسول صلعم کو اپنے آبائی شہر مکہ سے بڑی محبت تھی۔ لیکن جب دین اور دعوت کا مرحلہ ایسے موڑ پر آیا کہ ان کو اپنا محبوب وطن چھوڑنا پڑا۔ اسی رسول صلعم کے امتی تب سے اب تک ان کے اس سنت پر عمل کرتے آرہے ہیں۔ اسلام خدا کا ودیعت کردہ دین ہے اور یہ سارا جہان بھی اسی کا ہے اس لئے یہ اسلام بھی سارے جہاں کے لئے ہیں اور جب بھی اسلام کے فروغ، ترویج دین اور دفاع امت مسلمہ کا فریضہ سامنے آیا تو ہر دور کے مسلمانوں نے اپنے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دیئے، ہر مصلحت و مجبوری کو بالائے طاق رکھ کر ہر قسم کی بندش و رکاوٹ کو ختم کر کے تمام انسان کے بنائے ہوئے سرحدوں کو پار کر کے دین اسلام کی خدمت اور پرچم اسلام کی بلندی کے لئے خدا کے نیک بندے آگے بڑھے ہیں

اسلام کے عظیم سپہ سالار طارق بن زیادؒ جب اپنے ہمسایہ ملک کی غیر مسلم رعایا کی مدد کو اپنے آپ پر فرض سمجھتے ہوئے۔ اندلس کے ساحل پر اترے تو اپنے سپاہیوں سے فرمانے لگے " ہر ملک، ملک ما است کہ ملک خدائے ما است " اور واقعی انہوں نے سرزمین سپین کو ظالم شہنشاہ راڈرک کے مظالم سے آزاد کرا لیا۔ اور سینکڑوں برس تک قرطبہ اور الحمراء میں اسلام کا چراغ جلوہ فروزاں رہا۔

جب معتصم باللہ کے نام یہ پیغام آیا کہ اس کی سلطنت کے حد سے کوسوں دور ایک یہودی نے اس کی مسلمان بہن کو اذیت دی ہے اور ساتھ ہی یہ طعنہ بھی دیا ہے کہ

"معتصم اپنے چالیس ہزار براق گھوڑوں کے ساتھ آئے اور اپنی بہن کی عزت بچالے۔"

معتصم کا پیغام سننا تھا اور فوج کو حملے کے لئے فرمان صادر کرنا تھا۔ اور پھر چالیس ہزار براق گھوڑوں پر سوار اسلام کے سپاہی معتصم باللہ کی سربراہی میں اپنی بہن کی مدد کے لئے سلطنت اسلامیہ کی سرحدوں سے گزر گئے۔

اور جب لنکا سے آنے والے مسلمانوں کے مال کو مکران کے ساحل پر سمندری لٹیروں نے لوٹا اور جہاز میں سوار مسلمان خواتین کو یرغمال بنا لیا تو اطلاع ملنے پر عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے سندھ کے راجہ داہر کو ڈاکوؤں سے نمٹنے کے لئے کہا، لیکن راجہ داہر اُلٹا ڈاکوؤں کا سربراہ بننے لگا۔ راجہ داہر کو سبق سکھانے اور مسلمانوں کی امانتوں کو ڈاکوؤں سے حاصل کرنے کے لئے حجاج نے اپنے جواں سال داماد اور بھتیجے محمد بن قاسم کو دیبل روانہ کیا۔ محمد بن قاسم اپنی ماؤں بہنوں کی عصمتوں اور اپنے بھائیوں کی امانتوں کی پاسداری کے لئے عراق کے سرحد سے نکل کر مکران کے ساحلوں پر وارد ہوا۔ انہوں نے ایک بار پھر مسلمانوں کی اُس طرہ امتیاز کو دنیا کے سامنے پیش کیا کہ مسلمان مسلمان کی مدد کے لئے اور مظلوم کی دادرسی کے لئے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ تمام سرحدوں اور فاصلوں کو اپنے قدموں تلے روند کر چلے آئیں گے مسلمان حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لئے کسی حد کو نہیں مانتا۔

تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے ہوئے ہمیں ایسی درخشاں مثالیں ملتی ہیں جس کی ضمن میں اس امر کا تذکرہ ملتا ہے کہ مسلمان ملت کے جس حصے میں بھی کسی مسلمان بھائی پر مصیبت کی گھڑیاں آئیں تو قریبی مسلمان بھائی اُس کی مدد کے لئے دوڑا۔ اس بات کی تازہ مثال ہمیں آج کے اُمت مسلمہ کو درپیش سب سے بڑے اور اہم مسئلے میں، مسئلہ افغانستان کے باب میں ملتی ہے۔ جب نہتے افغانوں پر خود اُن کے اپنے افغانستان میں اپنے غدار اور مفاد پرست افغانوں کے ہاتھوں زندگی اجیرن ہوگی، ترہ کئی اور ببرک کے ٹولے نے روس کی معاونت کر کے افغان قوم پر مظالم کی انتہا کر دی، تباہی و بربادی کی قیامتیں افغانوں پر ٹوٹ پڑی، بے یارومددگار افغان عوام ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لئے ادھر اُدھر منتشر ہو گئے اس سخت گھڑی میں افغان مسلمان قوم کو پھر ایک ایسے طارق بن زیاد کی ضرورت آپڑی جو یہ کہہ سکے کہ افغان مسلمان ملک ہے اور ہر ملک خدا کا ملک ہے اور پھر اپنی تمام تر مصلحتوں اور مجبوریوں کی کشتیوں کو آگ کے ساحل پر جلا کر مظلوم افغانوں کی دادرسی کے لئے آجائے۔

افغان قوم کی بیٹی کی عصمتیں لادین روسی افواج کے ہاتھوں تار تار ہونے لگیں، افغان ماں کی چادر سر سے چھین لی گئی، افغان مستورہ بے ستر ہوگئی اور ہر افغان ماں بیٹی اور مستورہ رہ رہ کے آج کے معتصم باللہ کو پکار رہی تھی کہ اے معتصم وقت آؤ! اور میری لوٹتی عزت کو اِن نابکاروں سے بچاؤ!!

افغانستان پر روسی لٹیروں نے حملہ کیا اُن قزاقوں نے افغان قوم کے بیڑے کو لوٹنا چاہا جو خود غرضی کی پٹی آنکھوں پر لگائے دریائے آمو پار کر کے آئے آج ترہ کئی امین، ببرک راجہ داہر بن کر برزنیف جیسے ڈاکو کے ساتھ مل گئے تھے، افغان قوم کا ہر مظلوم اور ستم رسیدہ ضعیف العمر، جوان، بچہ ایک دفعہ پھر ایک محمد بن قاسم کی راہیں تک رہا تھا جو آکر اِن راجہ داہر کے

اگر نجیب اور کابل پٹھو رژیم۔ افغانستان میں جنگ، بربادی و تباہی کے اصل عاملین و مجرمین کی حیثیت سے پہنچانے جائیں تو سیاسی حل خود بخود نکل آئے گا۔

الحاج حقانی

جانشینوں کو سبق سکھائے، اپنے براق گھوڑوں کو توپ و تفنگ اور جذبہ و اُمنگ کا رنگ دے کر افغانوں کے جذبہ آزادی اور جہاد آزادی میں ان کے ساتھ شریک ہو جائے اور پھر محمد بن قاسم کی تلاش میں افغان پاکستان آ گئے۔

اور پاکستان میں افغان عوام کو ایک ایسے ہی زمانے کے مردِ مومن مردِ حق نے خوش آمدید کہا۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے اُس دور کی یاد تازہ کی جب مسلمان کو مصیبت میں دیکھ کر دوسرا مسلمان اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر اُس کی مدد کو پہنچ جاتا، جنرل ضیاء الحق نے افغان بیٹی، بہن اور ماں کو اپنی بیٹی بہن اور ماں سمجھا اور اُن عصمتوں اور چادروں کی تقدس کو بچانے کے لئے اپنے تمام تر براق گھوڑوں سمیت آں حاضر ہوا۔

جنرل ضیاء الحق نے مظلوم افغان قوم کی مدد کو اپنے آپ پر فرض جان کر تمام تر مصلحتوں، مجبوریوں اور سیاسی رکاوٹوں کی کشتیوں کو جذبہ اخوت کے ساحل پر جلتا چھوڑ کر تنِ تنہا مجاہدین کے شانہ بشانہ آ کھڑے ہوئے۔

جنرل محمد ضیاء الحق روس جیسے دیو قامت سُپر پاور کے سامنے پاکستان کی مالی اور سیاسی حالت کو بخوبی سمجھتے ہوئے بھی اُس کے سامنے مجاہدین کی مدد کے لئے تیار ہو گئے روسی لٹیروں و قزاقوں اور ببرک جیسے راجہ داہروں کو افغان قوم پر ظلم ڈھانے کا سبق سکھانے کے لئے محمد بن قاسم بن کر محمد ضیاء الحق آگے بڑھے اور خوست کے سنگر پر الحاج جلال الدین حقانی جیسے مجاہدین بے مثال کے ساتھ آن کھڑے ہوئے۔

دوسری جانب پاکستان میں موجود روس نواز سیاسی پارٹیاں افغان مہاجرین کی آمد پر واویلا مچا رہی تھیں کوئی ضیاء الحق کو اُس نادان سے تشبیہ دے رہا تھا جو جان بوجھ کر آگ میں کود رہا ہے۔ ایک طرف سے یہ آواز آتی کہ روس سے ٹکر لینے کا مطلب ہے اپنا سر پھوڑنا،

غرض جتنے منہ اُتنی باتیں، اندیشے اور چہ میگوئیاں لیکن!! جنرل ضیاء الحق جو حقیقت میں بھی حق کی راہ کے ضیاء تھے۔ ان تمام تاریک خیالوں کے متوالوں کی باتوں کو نظر انداز کر کے جہادِ افغانستان میں ایک افغان مجاہد کی طرح شریک ہو گئے۔

افغان قوم پر ایک جانب روسی افواج اندھا دھند ظلم و جبر کی راتیں اور سختیوں کے دن مسلط کر رہے تھے اور دوسری جانب خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے والے اقوام عالم افغان قوم کے مسئلے سے بالکل بے خبر پڑے تھے۔ بی بی سی جیسی یہود نواز خبر رساں ایجنسی بھی بے خبر بنی ہوئی تھی۔ مغربی پریس جو ایک مغربی کے زخمی ہونے پر چیختے چیختے نہیں تھکتا، لاکھوں افغانوں کی ہلاکت پر بھی متوجہ نہ ہوا۔

اقوام متحدہ کے چالیس چور شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دبائے روس کے خلاف

کچھ کرنے سے قاصر تھے ۔ بدقسمتی سے عالم اسلام پر بادلوں کی طرح چھاتی رہی ایک طرف روس مسلمان افغانوں کا قتل عام کر رہا تھا، دوسری جانب فلسطینی مسلمان لیڈر یاسر عرفات صاحب خیرسگالی کے دورے پر ماسکو میں برزنیف کے ساتھ بغلگیر ہو رہے تھے۔ حافظ الاسد صاحب ببرک جیسے مسلمان دشمن کو تحائف روانہ فرما رہے تھے۔ لیبیا کے معمر قذافی الگ روس نوازی پر نازاں تھے اور صدام حسین کی تو بات ہی کچھ اور ہے

لیکن ان تمام تر مشکلات، رکاوٹوں غیروں کی ستم ظریفیوں اور اپنوں کی ناعاقبت اندیشیوں کے باوجود بھی جنرل ضیاء الحق نے مسئلہ افغانستان کو اتنے اچھے پیرائے میں بیان کیا کہ بڑے بڑوں کے دل افغانوں کے لئے پسیج گئے۔ جنرل ضیاء الحق کی تقریروں نے جو کام دکھایا وہ بڑے سے بڑے معرکے سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کاسابلانکا میں اُن کی رقت انگیز تقریر نے اسلامی کانفرنس کو گریبان میں جھانکنے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے میں بڑی مدد کی۔

ضیاء الحق شہید نے اپنے تمام تر غیر ملکی دوروں میں مسئلہ افغانستان کو اپنے ایجنڈے کا سرنامہ بنا لیا تھا۔ وہ جب بھی افغان عوام کے ستم رسیدہ حال پر فرماتے تو اُن کا دل آنکھوں سے مل کر اشکبار ہو جاتا۔

جنرل ضیاء الحق کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے افغان بھائیوں کے لئے وقف ہونے لگا اُن کی اُٹھتے بیٹھتے ایک ہی موضوع پر بات ہوتی مسئلہ افغانستان، اسلام کے بڑے بڑے دشمن اس بات پر بڑے نازاں تھے کہ اب کبھی بھی اُمتِ مسلمہ میں کوئی عمر فاروقؓ کوئی صلاح الدین ایوبی، کوئی خالد بن ولیدؓ کوئی محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن ضیاء الحق کی بڑھتی ہوئی شہرت اور چھائی ہوئی عظمت کو دیکھ کر سب اپنی بغلیں جھانکنے لگے، روس کے تین سربراہ ٥ برزنیف، چرننکو اور اندروپوف اپنے دل میں ضیاء الحق کو ختم کرنے کی حسرت لے کر واصلِ جہنم ہوگئے ایک جانب ضیاء الحق کے قدم مجاہدین کے قدموں کے ساتھ فتح اور آزادی کی جانب بڑھ رہے تھے اور دوسری طرف غاصب روس اور اُس کے پٹھوؤں کے قدم رسوائی اور شکست کے خوف سے اُکھڑنے لگے۔

ماسکو، دہلی، کابل، تل ابیب اور واشنگٹن کے آقا اپنے اپنے محلوں میں اس غم سے مرے جا رہے تھے کہ یہ ضیاء الحق کہاں سے آ گیا جس نے عالم اسلام پر ہمارے قبضے کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا منصوبوں پر منصوبے بن رہے تھے سازشوں کے سلسلے طویل ہوگئے۔ ضیاء الحق کو منظر سے ہٹانے کے لئے جہادِ افغانستان اور عالم اسلام کے دشمن ایک ہوگئے، غیروں کے ایما اور اپنوں کی بے ایمانی نے اُمتِ مسلمہ کو ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کا بدترین دن دکھایا۔ جب جنرل ضیاء الحق اپنے قریبی ساتھیوں کے ساتھ اپنے ہرکولیس ۱۳۰-c طیارے میں سوار بہاولپور کے فضاؤں میں ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اور ساتھ ہی ایک عظیم انسان

ایک بے مثال مجاہد اور معتبر شخصیت کی زندگی کی کتاب اپنے آخری باب کے بعد بند ہو گئی۔ اور ساتھ ہی اپنے کئی دشمنوں کو خوش اور بے شمار پرستاروں کو اشکبار کر گئے۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو دل مانے یا نہ مانے لیکن ماننا پڑے گا کہ ضیاء الحق اب ہم میں نہیں، لیکن اُس کی زندہ یادیں روشن کارنامے اور دلپذیر باتیں ہر مومن با احساس کے دل پر نقش ہیں ضیاء الحق نے کسی سرحد کو نہ مانا اور افغانوں کی مدد کو دوڑ پڑے۔ وہ پاکستان کے صدر تھے اُن کا نام بڑا تھا اور رہے گا، انہوں نے افغان جہاد اور اسلام کی خاطر اپنی جان کی قربانی دی۔

اب ہم ایک ایسے ہی پاکستانی کا ذکر کریں گے۔ جو کہ کسی بڑے نام اور عہدے کے مالک تو نہ تھے، جس کو بمشکل چند سو لوگ ہی جانتے ہوں گے، جس کی زندگی پشاور کی گلیوں اور محلوں میں گزری۔ وہی پشاور جو جہانوں کے لئے ایک حجرے کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ وہی پشاور جس کی فضاؤں نے بے سرو سامان افغان پناہ گزین کو اپنی آغوش میں پناہ دی۔ یہی افغان مجاہدین کو جہاد کے جان گداز معرکوں کے بعد چند لمحے آرام کے ملتے ہیں یہی ہر شہید کے بیوہ بچوں کے لئے سر چھپانے کے خیمے ہیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے شفا خانے ہیں، پشاور ایک ایسا شہر ہے جس نے جہاد افغانستان کے ہر لمحے، ہر سانحے اور ہر واقعے کو اپنی تاریخ میں اور تاریخ ساز آنکھوں میں بسا لیا ہے، ایسے شہر میں افغان جہاد کی حمایت میں جماعت اسلامی نے کانفرنسیں منعقد کئے روس کی مذمت میں مظاہرے کئے، اسلامی جمعیت طلبہ کے جوانوں نے پشاور میں منظم مہم کے ذریعے پاکستانی عوام کو جہاد افغانستان سے واقف کرایا اور مخالفین جہاد کے پروپیگنڈوں کو باطل ثابت کر دکھایا، اسی جماعت اسلامی جمعیت طلبہ عربیہ اور اسلامی جمعیت طلبہ کے ایک سرگرم کارکن ظل الرحمٰن بھی تھے جو اندرون شہر کے محلہ خداداد میں مولانا فضل واحد کے دینی گھرانے میں پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے والد بزرگوار سے دینی علوم حاصل کئے۔ میٹرک تک شہر میں پڑھتے رہے سکول کے زمانے ہی میں ان کا میلان اسلامی تحریک کی سرگرمیوں میں شرکت کرنے کی جانب ہوا۔ اور پھر ظل الرحمٰن تحریک اسلامی کے کارکن بن گئے

تحریک اسلامی ہی وہ تحریک ہے جو اس دور میں عالم اسلام کے لئے اپنی گم گشتہ عظمت اور رفعت پھر سے حاصل کرنے کے لئے امید کی کرن ہے تحریک اسلامی سے وابستہ تمام اکابرین خواہ وہ کل کے ابوالاعلیٰ مودودیؒ ہو یا سید قطب اور جمال الدین افغانی یا آج کے قاضی حسین احمد، عمر تلمسانی یا الحاج جلال الدین حقانی ہو سب ہی ایک ہی منزل کے مسافر ہیں، جوان عمر ظل الرحمٰن کو مولانا مرحوم کی تصانیف اور افغان مجاہدین کے سرگرم جہاد نے اسی جذبے سے سرشار کر دیا کہ وہ اپنا تعلیمی اور معاشرتی مستقبل چھوڑ کر سرحد پار جا کر افغان مجاہدین کے ساتھ مصروف جہاد ہو گئے۔ وہ اپنے کئی ساتھیوں کے ہمراہ جو پاکستان کے مختلف حصوں سے پشاور آتے خوست کے محاذ پر کمانڈر جلال الدین حقانی کے شانہ بشانہ مصروف جہاد ہو جاتے۔ اُن کو حقانی صاحب سے ایک خاص عقیدت تھی، کم عمری کے باوجود وہ محاذ اول پر دشمنان دین و انسانیت کے خلاف کمربستہ رہتے۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب کمانڈر حقانی نے ساری دنیا کو فتح خوست کی خبر سنا کر ورطہ حیرت میں ڈال دیا، فتح خوست کی خبر عید سے چند روز بیشتر پشاور پہنچی اور یہاں پر موجود افغان مجاہدین اور مہاجرین کے ساتھ جہاد افغانستان سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے عموماً اور جماعت اسلامی کے کارکنان نے خصوصاً بڑے شوق سے فتح خوست پر اپنی مسرت کا اظہار کیا اور فتح خوست کو ماہ رمضان المبارک

کا تحفہ اور سوغات جانا۔ ظل الرحمٰن کے عزیز
و اقارب نے بھی فتح خوست کی خبر خوشخبری
کی طرح لیا۔ ظل الرحمٰن اُن دنوں خوست سے
آگے لوگر کے محاذ پر کمیونسٹوں سے نبرد آزما تھے
۲۶ اپریل جمعہ کے دن پشاور کے مقامی
اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پشاور کے رہنے
والے جوان سال ظل الرحمٰن ولد مولانا فضل احد
افغانستان میں لوگر کے محاذ پر لڑتے ہوئے شہید
ہو گئے۔ یہ خبر فتح خوست کے بعد اہلیان پشاور
کے لئے ایک دوسری خوشخبری تھی، کیونکہ
شہادت کا رتبہ پانا کسی بڑی خوشخبری سے
کم نہیں۔ اور پھر جب سے جہاد افغانستان
کا مرحلہ شروع ہوا ہے شہر پشاور کے انصار
میں سے کوئی شہید نہیں ہوا تھا اور یہ جہاد
افغانستان کا اہلیان پشاور پر ایک فرض تھا
جو ظل الرحمٰن شہید نے جان کا نذرانہ دے
کر چکا دیا۔

ظل الرحمٰن شہید ہو گئے، ضیاء الحق شہید
ہو گئے اور ایسے کئی پاکستانی بھائی جہادِ
افغانستان میں اپنے طور پر حصہ لے کر
شہید ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ یہ
جہاد جاری ہے اور شہادتوں کا یہ کاروان
یوں ہی چلتا رہے گا جب تک منزلِ مراد
کو پا نہیں لیتے سنگِ میل کے طور پر ضیاء الحق
اور ظل الرحمٰن جیسے کئی ہیرو جوان اپنی تمام
تر مجبوریوں، مصلحتوں اور رکاوٹوں کو
ایک طرف رکھ کر جہادِ افغانستان میں افغان
مجاہدین کے ساتھ مل کر شہید ہوتے رہیں گے
جس طرح انصارِ مدینہ نے مہاجرین کے ساتھ
مل کر کفارِ مکہ کو شکست دے کر خانہ خدا
کو اُن صنم پرستوں سے آزاد کیا تھا ایک
دن ایسا بھی آئے گا انشاء اللہ، جب
ضیاء الحق اور ظل الرحمٰن جیسے انصار شہداء
کا لہو رنگ لائے گا اور افغانوں کا مسکن،
شیروں کا مسکن، شاہینوں کا بسیرا ۔
افغانستان، النبے نجیبوں، ان کالی
بھیڑوں اور طاغوت و سامراج کے
پوجاگروں سے آزاد ہو جائے گا۔

یہ شہادتوں کا کاروان ہر موڑ پر
ایک شہید کو اس لئے چھوڑے جا رہا ہے
کہ بعد میں آنے والے یہ نہ سمجھے کہ کاروان
راستہ بھول گیا ہے یا اُن کے پائے استقلال
میں ان مسلسل مشکلات کی بنا پر لغزش آ گئی
ہے۔ اگر ایک جانب لاکھوں افغانوں کا خون
آزادی کی اس کھیتی کو سیراب کرنے میں خرچ
ہوا ہے۔ اگر راہ آزادی کو سجانے میں کئی
افغان بہنوں کی چادریں اور کئی معززین
کی پگڑیاں کام آئیں ہیں تو ساتھ ہی تاریخ
اس طرح رقم نہیں ہو گی کہ اسلامی جمہوریہ
پاکستان نے باطل کی بڑھتی ہوئی قوت سے
گھبرا کر افغانوں کو تن تنہا دین کی بقاء کی جنگ
لڑنے دیا یا پاکستان کے اسلام پسند عوام
نے سامراج کے بنائے ہوئے قاعدوں اور
سرحدوں کو مجبوری جان کر افغانوں کو
اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ نہیں آج بھی ضیاء الحق
شہید، ظل الرحمٰن شہید اور اُن جیسے لاکھوں
مسلمانوں میں جذبہ معتصم باللہ، ولولہ
طارق بن زیاد اور جوشِ محمد بن قاسم باقی ہے

بقیہ : شہیدا ۔

جا رہا ہے۔
چھوڑ دیئے کہ ہمارے نئے بھی
جہاد میں شامل ہو سکیں اور وہ لوگ
بھی شمولیت کا افتخار حاصل کر سکیں۔
جنہوں نے ابھی تک جہاد میں شرکت کا
افتخار حاصل نہیں کیا ہے۔ اور وہ
لوگ جو منافق ہیں اور ابھی تک کسی نہ کسی
بہانے سے اپنے آپکو جہاد کی صفوں میں
شامل شمار کر رہے ہیں، ان کا چہرہ
اور منافقت بھی عوام کے سامنے
ظاہر ہو سکے!

بھائیو!

ہمارے یہ شہید بھائی جس کی
مجلس عزاداری میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں
ایک ایماندار، دلیر اور نڈر مجاہد تھے۔
وہ ہمارے ساتھ دشمن کے خلاف
بڑی بڑی لڑائیوں میں حصہ لے چکے ہیں۔
مثال کے طور پر سٹوکنڈاو، خوست اور
دیگر اہم لڑائیوں میں۔

آخر میں ہم دست بدعا ہیں۔ کہ
اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے

شہید جنرل ضیاء الحق اور افغانستان

تحریر و ترتیب
ابوریحان صدیقی

آزاد افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کا قیام صدر ضیاء الحق کے چند بڑے اہداف میں سے ایک تھا۔ وہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے جہادِ افغانستان کو اپنا مسئلہ سمجھتے تھے۔ مجاہدین کی شہادت، قربانیوں اور کامیابیوں کے تذکرے پر اُن کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ انہوں نے مسئلہ افغانستان کو کبھی بھی محض ایک سیاسی یا سفارتی معمہ یا مسئلہ نہیں سمجھا، بلکہ ان کا جہادِ افغانستان سے قلبی تعلق ہر قسم کی سیاسی مصلحتوں اور دنیوی مفادات سے بالاتر تھا۔

۱۷ اگست کو شہید صدر کی تیسری برسی کی مناسبت سے ہم نے افغانستان کے مسئلے میں اُن کے کردار کے حوالے سے بعض اہم پاکستانی سیاست دانوں اور شخصیات کے تاثرات جمع کئے جو یقیناً نصرت الجہاد کے قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

الحاج مولوی جلال الدین حقانی

شہید جنرل محمد ضیاء الحق نے جہادِ افغانستان کی کامیابی کی خاطر داخلی اور خارجی دونوں سطح پر دشمنی تو مول لیا۔ مگر جہاد کی حمایت و پشتیبانی کو ترک نہیں کیا۔ وہ جانتے تھے کہ جہادِ افغانستان کے حوالے سے ان کا یہ موقف بھاری قیمت ادا کرنے پر منتج ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے اس موقف پر ڈٹے رہے اور جہادِ افغانستان اور افغان مجاہدین کی ہر نوع مدد و پشتیبانی کے لئے کمربستہ رہے۔ حتیٰ کہ اس پرخطر راستے میں جام شہادت نوش کر گئے اور اس طرح وہ راہِ حق کے کاروان شہداء کے سالاروں میں شامل ہو گئے۔

شہید جنرل محمد ضیاء الحق کا جلا ہوا بدن اور ٹکڑے ٹکڑے جسم سے بخوبی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ جہادِ افغانستان اور اپنے افغان مجاہد بھائیوں کے ساتھ کتنی محبت و اخلاص رکھتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ شہید جنرل محمد ضیاء الحق مجاہدین کے سچے حامی اور راہِ حق کے سرفروش مجاہد تھے۔

میاں طفیل محمد: جماعت اسلامی

پاکستان کے سابق امیر میاں طفیل محمد ایک انٹرویو میں بتا رہے تھے، کہ افغان مسئلے پر جنرل محمد ضیاء الحق سے ان کی بہت باتیں ہوئیں۔ اسے (افغان مسئلہ) کو وہ (جنرل ضیا) اپنے دین و ایمان اور پاکستان کے دفاع کا مسئلہ

کبھی یاد کرتے رہنا

مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
جہاں کٹ کے گِر رہے ہیں مرے پیارے پیارے بھائی
وہ جہاں ستم کشوں کی چھِڑی جبر سے لڑائی
تہِ خاک سو رہے ہیں جہاں غزنوی، سنائی
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

میں ذرا وہاں چلا ہُوں
جہاں شاخسارِ گل سے ہیں رواں لہُو کے دھارے
رگِ سنگ سے جہاں جھڑیں پے بہ پے شرارے
جہاں برف میں سے اچھلیں، سحر و عشا انگارے
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
جہاں بچے مر رہے ہیں، جہاں مائیں رو رہی ہیں
کریں آہیں سرد ہوائیں، تو گھٹائیں رو رہی ہیں
جہاں جل گئیں مساجد تو فضائیں رو رہی ہیں
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

میں ذرا وہاں چلا ہوں
جہاں گولے پھٹ رہے ہیں، جہاں عضو کٹ رہے ہیں
جہاں غازیوں کے ہاتھوں کئی ٹینک الٹ رہے ہیں
ابھی حملہ کش تھے دُشمن، ابھی پیچھے ہٹ رہے ہیں
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

مَیں ذرا وہاں چلا ہوں

جہاں ظلم کے مقابل بڑھے عشق کے سپاہی
چلے موت کے سفر پر رہِ حریت کے راہی
وہ یقین بے محابا! وہ خودی کی بے پناہی
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
جہاں اشتراکیت کو لگے سال بھر سے چڑ کے
کبھی چھاؤنی کے اندر، کبھی بیچ رہگذر کے
جہاں بار بار اُلٹا ہے ایاغِ فتح بھر کے
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

جہاں زہر دار گیسیں ہیں تباہ کار ہستی
کوئی کھیت ہے سلامت، نہ بچی ہے کوئی بستی
جہاں پر مہذبوں کی ہوئی آشکار پستی
میں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

مرے تن کا ذرّہ ذرّہ جہاں جا کے کام آئے
مری خواہشِ شہادت، کوئی شعبدہ دکھائے
نہ بہانا اشک جب بھی مری نعش کوئی لائے
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
مرا شوق، میرے جذبے، کبھی یاد کرتے رہنا
بہ دُعائے غائبانہ مجھے شاد کرتے رہنا
ہے جہاد صبر میں بھی، یہ جہاد کرتے رہنا
مَیں ذرا وہاں چلا ہوں
کبھی یاد کرتے رہنا

سمجھتے تھے۔ وہ ہر ایک سے یہی کہتے کہ افغان ہماری جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ افغانستان سے زیادہ پاکستان کو بچانے کی جنگ ہے۔ اس مسئلے پر متعدد بار اندرونی و بیرونی دباؤ اتنا زیادہ ہو گیا جو عام اعصاب کے آدمی کے بس سے باہر ہے، لیکن وہ کبھی متزلزل نہیں ہوئے، بلکہ میں نے تو ان کے رفقاء میں بھی اس مسئلے پر کبھی کوئی متزلزل نہیں دیکھا۔ یہ تو ہمارے بعض سیاستدانوں ہی کی بیماری تھی کہ صبح شام خود بھی ہانپتے کانپتے نظر آتے تھے اور قوم کو بھی خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

افغانستان کے بارے میں ہمیں تو یقین ہے کہ ساری مخالفت کے باوجود، جو مجاہدین کی مختلف سطح پر ہو رہی ہے، مجاہدین ہی غالب آئیں گے اور افغانستان میں ان ہی کی حکومت قائم ہوگی۔ اس میں کچھ دیر لگ سکتی ہے، اس کے خلاف کوئی چیز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کے آثار بھی اب پیدا ہو گئے ہیں۔ صدر ضیاء الحق موجود ہوتے تو یہ معاملات اب تک طے ہو چکے ہوتے۔ انہیں منظر سے اسی لئے ہٹایا گیا کہ دشمنانِ اسلام و پاکستان یہ برداشت کرنے پر تیار نہیں تھے کہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہو اور پاکستان کو ان کی امداد اور انہیں پاکستان کی امداد حاصل ہو سکے اس طرح یہ ایک بڑی قوت بن کر علاقے میں ابھرے۔

راجہ ظفر الحق

پاکستان کے سابق وفاقی وزیرِ اطلاعات، سابق سفارتکار سینیٹر راجہ ظفر الحق نے ایک انٹرویو میں افغان مسئلے کے حوالے سے جنرل محمد ضیاء الحق شہید کی استقامت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "جس مجاہدانہ بصیرت سے صدر ضیاء الحق نے افغان مسئلے کا سامنا کیا یہ انہی کا حصہ تھا۔ انہوں نے طے کر رکھا تھا کہ وہ روسیوں کو بھگا کر دم لیں گے۔ وہ اس بارے میں کوئی دلیل سننے کے روادار نہ تھے۔ ابتدائی ایام میں وہ بالکل اکیلے تھے۔ روس جیسی طاقت سے پنجہ آزمائی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ دوست ممالک بھی انہیں محتاط رہنے کا مشورہ دیتے تھے۔ ۸۲ء میں، میں تیونس کے دورے پر گیا، جہاں صدر حبیب بورقیبہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑے خلوص سے مجھے کہا، ضیاء سے کہو روس کو مشتعل نہ کرے، وہ غصے میں آکر تمہیں مسل ڈالے گا۔ میں دورے سے واپس آیا، تو صدر ضیاء کو بورقیبہ کا پیغام پہنچایا۔ صدر نے پوری توجہ سے سنا اور بولے "راجہ صاحب! یہ نصیحت مجھے اور بھی بہت سے لوگ کر چکے ہیں لیکن کسی نہ کسی کو تو روس کا غرور توڑنے کے لئے قیمت ادا کرنی ہے اور یہ بھی سُن لیں کہ روس کا پھن افغانستان میں ہی کچلا جائے گا۔ اب اس میں اتنا دم خم نہیں رہا کہ وہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا سکے۔

صدر ضیاء کا ذہن اس ضمن میں بڑا واضح تھا وہ روس کو بھگانے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے سرگرم عمل تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے کبھی معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہ کیا۔ وہ کہا کرتے تھے

> وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسی حکومت تشکیل دی جائے جس میں کافر اور مسلمان سب شرکت کریں، جو مجاہدین کے لئے ہرگز قابلِ قبول نہیں۔
> (الحاج جلال الدین حقانی)

کہ افغان مجاہدین کسی لادینی حکومت کے لئے قربانیاں نہیں دے رہے۔ وہ خالص اسلامی حکومت سے کم کسی اور بات پر رضامند نہیں ہونگے اور نہ ہی وہاں کے عوام اس کی اجازت دیں گے۔

مصطفیٰ صادق ممتاز صحافی اور روزنامہ "وفاق" کے مدیر اعلیٰ مصطفیٰ صادق نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ضیاء شہید نے جہادِ افغانستان کے لئے جو گرانقدر خدمات انجام دیں۔ وہ ان کی مقبولیت کی انتہائی اہم وجہ ہے۔ ان کی شہادت اُن کی افغانستان کی حکمت عملی کے باعث ہوئی ہے انہوں نے ڈاکٹر نجیب کو پیغام بھیجا تھا کہ اگر وہ صدارت سے الگ ہو جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر نجیب نے جواباً کہا، کہ وہ پاکستان کی صدارت چھوڑ دے گا۔ تو صدر ضیاء نے جواباً پیغام دیا کہ اگر اس کی علیحدگی ان کی علیحدگی سے مشروط ہے تو وہ تیار ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے، کہ افغان مسئلہ کے حل کے لئے انہیں پاکستان کی صدارت چھوڑنا پڑے تو یہ مہنگا سودا نہیں۔

سردار عبدالقیوم خان: آزاد جموں و کشمیر کے سابق صدر، موجودہ وزیر اعظم اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عبدالقیوم خان نے ایک انٹرویو میں کہا کہ افغانستان کے مسئلے میں جنرل ضیاء الحق ایک چٹان تھے، پہاڑ تھے۔ جہادِ افغانستان کے حوالے سے ایک جملہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جتنی جنگ افغانستان میں مجاہدین نے لڑی ہے، اتنی جنگ ضیاء الحق نے بھی لڑی ہے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے بلکہ ساری دنیا نے مل کر جتنی جنگ افغانستان میں لڑی اتنی تنہا ضیاء الحق مرحوم نے لڑی۔ افغانستان کے مسئلے کے حوالے سے ان کے عظیم اور قابلِ قدر کردار کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

> **شہید کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اسکی شفاعت دوسری امتوں میں بھی چل سکتی ہے۔ یعنی شہید جس اُمت کے لوگوں کی شفاعت چاہے کرسکتا ہے۔**

کراچی کے ہفت روزہ "تکبیر" نے شہید صدر کی برسی پر خصوصی ایڈیشن چھاپا ہے۔ تکبیر کے پشاور کے نمائندے جناب سلطان صدیقی نے ماہنامہ "نصرت الجہاد" کے مدیر اعلیٰ ممتاز ادیب، شاعر اور کئی کتابوں کے مُصنف جناب الحاج عبدالباری شہرت ننگیال سے جنرل ضیاء الحق شہید کے حوالے سے کئے گئے ایک سروے میں پوچھا کہ اگر جنرل ضیاء الحق آج زندہ ہوتے تو افغان مسئلہ کہاں ہوتا؟ تکبیر کے سروے میں کئی افراد سے یہ سوال کیا گیا ہے جناب ننگیال کا جواب نصرت الجہاد کے قارئین کی دلچسپی کے لئے نقل کرتے ہوئے دے رہے ہیں۔

الحاج ننگیال: افراد آتے جاتے رہتے ہیں، مگر پالیسیاں قومی سوچ و فکر اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر بنائی جاتی ہیں، یقیناً شہید ضیاء الحق نے افغان مسئلہ کے حوالے سے جو پالیسی اپنا رکھی تھی وہ پاکستانی قوم کے مفادات اور ضروریات و تقاضوں کے مُطابق اور علاقائی سلامتی کے حوالے سے ایک درست پالیسی تھی، وہ اگر زندہ ہوتے تو اسی پالیسی کو آگے بڑھاتے اگرچہ اُن کے بعد اس پالیسی پر اس طرح عمل نہیں کیا گیا جو ہونا چاہئے تھا

اگر موجودہ پاکستانی حکمران جنہیں شہید ضیاء الحق کی سیاسی جانشینی کا اعزاز حاصل ہے۔ اُن کی وضع کردہ پالیسی پر اس طرح عمل کریں جس طرح وہ اپنی

زندگی میں موجودہ حالات میں کرتے
تو کوئی وجہ نہیں کہ افغان مسئلہ کے
حوالے سے افغان مجاہدین و مہاجرین
کی مرضی و منشا کے مطابق مناسب
حل سامنے نہ آئے۔

جنرل ضیاء الحق/افغانستان

یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء کو اقوام متحدہ
کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے
شہید جنرل ضیاء الحق نے کہا تھا، کہ
ایسے حکمران ٹولے کو جو افغان باشندوں
پر اُن کی مرضی کے خلاف مُسلط کیا گیا ہے
برسرِ اقتدار رکھنے کی کوشش میں اس
چھوٹے سے آزاد و غیر وابستہ ملک کو بڑے
پیمانے پر فوجی مداخلت کا نشانہ بنایا
گیا ہے۔ افغانستان کے لوگوں نے
اپنی صدیوں پُرانی قومی روایت اور
آزادی کے ناقابلِ تسخیر جذبے سے
کام لیتے ہوئے یہ چیلنج قبول کر لیا
ہے اور بے خوف و خطر ملک کے طول و
عرض میں تحریکِ مزاحمت شروع
کردی ہے۔

گذشتہ مئی میں اسلام آباد میں
اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی
جو کانفرنس ہوئی۔ اس نے افغانستان
کے بحران کو پُرامن مذاکرات کے ذریعے
حل کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ کانفرنس
میں ایک قرارداد کے ذریعہ پاکستان
اور ایران کے وزرائے خارجہ اور اسلامی
کانفرنس کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل پر
مشتمل ایک مجلسِ قائمہ کی تشکیل کی گئی
تاکہ مندرجہ ذیل اصُولوں کی بنیاد پر
تصفیے کے لئے تمام فریقوں سے صلاح
مشورہ کیا جاسکے۔

(ا) افغانستان سے سوویت یونین
کی تمام فوجوں کا فوری، غیر مشروط
اور مکمل انخلاء

(ب) افغانستان کی آزاد اور غیر وابستہ
حیثیت کی بحالی۔

(ج) افغانستان کے لوگوں کے
اس حق کا احترام کہ وہ اپنی
قسمت کا خود فیصلہ کریں اور اپنی
خواہش کے مطابق بیرونی مداخلت
کے بغیر اپنی مرضی کا طرزِ حکومت
اختیار کریں۔

(د) ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ افغان
مہاجرین عزت اور خیریت کے ساتھ
اپنے وطن واپس جاسکیں۔

اس اثناء میں دس لاکھ سے
زائد (۱۹۸۰ء کی تعداد) مہاجرین نے
چودہ سو میل لمبی سرحد پار کر کے پاکستان
آگئے۔ مرد عورتوں اور بچوں پر مشتمل
خاندان کے خاندان اور گاؤں کے
گاؤں لڑائی کی شدت کی وجہ سے
گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو کر برابر پاکستان
آ رہے ہیں۔ میرا ملک انسان دوستی
کے جذبے اور اسلامی اخوت کی روایت
سے کام لیتے ہوئے انہیں پناہ دے
رہا ہے۔ سوچی سمجھی پروپیگنڈہ مہم سے
جس کے تحت پاکستان پر افغانستان
کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا
الزام عائد کیا جا رہا ہے، دنیا کو دھوکہ
نہیں دیا جاسکتا۔ میں ایک بار پھر اعلان
کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان دوسرے
ملکوں کے اندرونی معاملات میں دخل
نہ دینے کے اصُول پر سختی سے کاربند ہے
اور اس الزام کی پرزور تردید کرتا ہے
کہ افغانستان میں سرکشی کی جو تحریک
چل رہی ہے اُس میں کسی طرح پاکستان
کا ہاتھ ہے۔

۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو ایک تقریر
میں انہوں نے کہا کہ جینوا سمجھوتہ بیسویں
صدی کا ایک معجزہ ہے۔ روسی فوجوں
کی افغانستان سے واپسی کے بعد مجاہدین
نجیب انتظامیہ کے خلاف جنگ کے
لئے بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ اور
انہیں پاکستان کی ہمدردیاں بھی حاصل
ہوں گی۔ نجیب حکومت کی موجودگی
تک خانہ جنگی ناگزیر ہے۔ ہم خانہ جنگی
کے پاکستان پہنچنے تک نظر رکھیں گے
ہمیں جینوا سمجھوتے کی کچھ نہ کچھ قیمت
ادا کرنی ہوگی۔

سحر مصلح

سہ فریقی کانفرنس

اگست کے اواخر میں افغان مسئلہ کے حل سے متعلق تہران میں سہ فریقی کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ اس سے قبل ۲۸ جولائی کو پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں سہ فریقی کانفرنس کا پہلا اجلاس ہوا تھا اس اجلاس سے قبل یہ تاثر تھا کہ پاکستان اور ایران کی حکومتیں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار کی جانب سے افغان مسئلے کے حل کے سلسلے میں پیش کردہ پانچ نکاتی تجویز کو تسلیم کرنے کے لئے افغان مجاہدین پر دباؤ ڈالیں گے۔ لیکن تمام تر خدشات کے باوجود جب اس اجلاس کا مشترکہ اعلامیہ منظر عام پر آیا تو پتہ چلا کہ روس کو افغانستان کے میدان جنگ میں شکست دے کر پوری دنیا سے پسپائی پر مجبور کرنے والے افغان مجاہدین میدان سیاست اور مذاکرات کے بھی مجاہد ہیں اور انہوں نے پاکستان اور ایران کو اپنے اس اصولی موقف کی ایک بار پھر حمایت کرنے پر راضی کر لیا ہے کہ کابل کی کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ سے نہ تو مذاکرات کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں افغانستان کے مستقبل کی حکومت میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس کانفرنس میں مجاہدین کی بعض اہم پارٹیاں مثلاً حزب اسلامی محمد یونس خالص گروپ، اہل تشیع حضرات کا چار جماعتی اتحاد شورائے ائتلاف اور اہل حدیث حضرات شریک نہیں تھے۔ دو دیگر پارٹیوں کے سربراہوں نے خود شرکت کی بجائے اپنے نمائندے بھیجے تھے اور ان میں سے بھی ایک وفد نے ایرانی وفد کے مبینہ غیر دوستانہ رویئے کے خلاف احتجاجاً اجلاس سے واک آؤٹ کیا تھا۔ تاہم مشترکہ موقف اور اعلامیہ کے منظر عام پر آنے کے بعد اندازہ ہوا کہ سہ فریقی کانفرنس میں تمام تر کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود اہم اور بنیادی نکات پر اتفاق پایا گیا اور یوں ایران اور پاکستان جس نے اس سے قبل اقوام متحدہ کی تجویز تقریباً تسلیم کر لی تھی ایک بار پھر افغانستان پر روسیوں کی طرف سے مسلط کردہ نجیب انتظامیہ کو کابل کی ناجائز غیر قانونی اور کٹھ پتلی حکومت قرار دینے افغان مسئلے کے کسی بھی حل میں ان کے کسی بھی کردار کو یکسر مسترد کر دینے کے اپنے سابقہ موقف پر واپس آ گئے ہیں۔ اب جب کہ اس کانفرنس کا دوسرا اجلاس ایران میں ہوگا، عبوری حکومت کے وزیر اعظم پروفیسر سیاف کی تنظیم نے اس اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ پھر بھی افغان مجاہدین کی ایک بڑی تعداد اس بات پر مطمئن ہے کہ کانفرنس میں خواہ بہت سارے مسائل و معاملات پر اتفاق رائے ہو یا نہ ہو کم از کم اس بنیادی اور اہم مسئلے پر اسلام آباد کانفرنس میں پائے جانے والے اتفاق پر کوئی زد نہیں آئے گی۔

دوسری جانب مجاہدین نے اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ خوست کے چند خان آباد، خواجہ غار، قیصار، قلعہ زال، ترینک اور اشکاشم وغیرہ کی اہم فوجی چھاؤنیاں فتح کی گئی ہیں۔ گردیز، زابل، غزنی، قندھار اور کابل وغیرہ کا محاصرہ جاری ہے۔ شاہراہ سالانگ، کابل جلال آباد شاہراہ پر آئے روز مجاہدین کامیاب کاروائیاں کر رہے ہیں۔ اور یوں دکھائی دے رہا ہے کہ مجاہدین میدان جنگ اور میدان سیاست دونوں محاذوں پر کامیاب و کامران جا رہے ہیں۔ تاہم اگر مجاہدین کی پارٹیاں باہم متحد و متفق ہوں تو آخری کامیابی کابل کی کٹھ پتلی حکومت کا خاتمہ اور مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کا قیام بھی بہت جلد حاصل ہو گا۔

کمیونزم کی بربادی میں جہاد افغانستان کا کردار

سکندر بشیر مجمی

روس میں اکتوبر ۱۹۱۷ء کو کمیونسٹ انقلاب آنے کے بعد اس ملک کے عوام زارشاہی دور سے بھی بڑھ کر ظلم و جبر کی چکی میں پسنے لگے. زار کے دور حکمرانی میں تو لوگ محض آزادی بیان اور بعض بنیادی حقوق سے محروم کر دیئے گئے تھے. مگر کمیونسٹ نظام نے انہیں اظہار رائے اور دیگر بنیادی حقوق سے محرومی کے ساتھ ساتھ انہیں دین و مذہب، عقائد ذاتی و شخصی ملکیت اور آزاد معیشت سے بھی محروم کر ڈالا. ان کے لبوں پر عدم بیان کی پٹی باندھی گئی. تاکہ وہ حکمرانوں اور نظام حکومت کے بارے میں کچھ کہہ نہ سکے، ان کے ہاتھ پاؤں کمیونزم کے بے سروپا قواعد و اصول کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے.

مخالفت کرنے والوں کو پابند سلاسل کر دیا گیا. تاکہ وہ اس وحشی نظام اور جابر حکمرانوں کے خلاف نہ کچھ کر سکے اور نہ ہی کہیں جا سکے. اگر یہ کہا جائے کہ کروڑوں روسی عوام روسی سرحدات کے اندر مقہور، محبوس اور بے بس زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے تو بیجا نہ ہوگا مختصر یہ کہ روسی سرحدات کے اندر رہنے والے تمام باشندوں کی زندگی و موت صرف اور صرف کمیونسٹ نظام اور اس نظام کے چلانے والے حکمرانوں کی بقاء اور آمریت کے استحکام کے لئے تھی روسی عوام کا مرتبہ و مقام غلاموں سے بھی بدتر تھا. وہ بیچارے از خود نہ تو سوچ سکتے تھے اور نہ ہی کمیونسٹ نظام کے وضع کردہ غیر انسانی اور غیر عادلانہ ظالمانہ قوانین کے باعث کچھ کرنے کے قابل تھے اس بنا پر روس کے ارباب اختیار، حکومت اور نظام حکومت کے خلاف عوامی ردعمل سے مکمل طور پر مطمئن رہے. چنانچہ ہوس ملک گیری کے نشے میں مست ہوئے اور مملکت روس کا حدود اربعہ بڑھانے لگے وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستوں کو ہڑپ کر دیا گیا اور اپنی استعماریت کا دامن دیگر ایشیائی اور یورپی ممالک تک پھیلا دیا گیا دوسری جنگ عظیم کے بعد روس ایک سپر طاقت کی شکل میں اُبھر آیا. اور کمیونزم کا جال دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں بچھا دیا گیا اگرچہ اس سامراجی نظام نے اپنے عوام کو سوائے بھوک، پیاس، انفرادی و اجتماعی انسانی حقوق سے محرومیت، یاس و ناامیدی کے سوا کچھ نہ دیا. لیکن وہ مظلوم و بے بس قوموں اور ملکوں کو بزور دہشت و وحشت کمیونزم کی سلاخوں کے پیچھے بند کرنے میں کامیاب ہو گیا.

۱۹۱۷ء سے ۱۹۷۹ء تک بے خوف و ہراس اور بلامقابلہ کمیونزم کا غیر انسانی اور غیر فطرتی نظام آگے بڑھا اور نظریاتی طور پر بھی قریب قریب ساری دنیا پر چھانے لگا. دنیا کے تمام ممالک بشمول امریکہ بہادر روسی سامراج سے مرعوب رہا. اور کسی حد تک اس کے بڑا سپر طاقت ہونے کا قائل تھا. امریکہ ویتنام میں روس سے ہار چکا تھا. انگریزی استعمار کا بساط تو پہلے ہی سمٹ چکا تھا. بس صرف روسی استعمار کی نغمہ سرائی ہو رہی تھی. ایسے میں روسی حکمران اپنی ہوس ملک گیری کے سلسلے میں اپنے نامنا دپٹھو (ی گمریٹ) یعنی پیٹر اعظم کے نصائح پر

سوویت یونین میں کمیونسٹ لیڈروں کے مجسمے مشہور مقامات سے ہٹا کر ماسکو کے ایک پارک میں جمع کر دیئے گئے جہاں بچے ان سے کھیل رہے ہیں

عمل در آمد کر کے ان کے اس مقولے کو اگر روس سمندر کے گرم پانیوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ساری دنیا پر روس کی حکمرانی قائم نہ ہو، کو عملی جامہ پہنانے کا سوچنے لگے۔ چنانچہ یہ مقصد حاصل کرنے کی خاطر روسیوں نے شاہینوں کے گھونسلے تک ہاتھ پھیلا کر افغانستان پر براہ راست حملہ کر دیا، ان کا خیال تھا کہ افغانستان کو زیر کرنے اور یہاں کے مسلمان اور غیور عوام کے اسلامی عقائد مسخ کرنے میں انہیں دیر تک مزاحمت کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا اور جلد ہی افغانستان کی اسلامی سرزمین پر بزور جبر تسلط پا کر آگے قدم جمانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

روسیوں اور ان کی سرخ افواج کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ انتہائی سنگلاخ پہاڑی علاقوں پر مشتمل اس چھوٹے سے غریب اور پسماندہ ملک کے نہتے عوام نہ صرف یہ کہ اسے سپر طاقت ہونے کے باوجود اپنی سرزمین سے نکال باہر کریں گے۔ بلکہ کمیونزم کی تباہی و بربادی اور بالآخر روسی استعمار کے زوال کا سبب بنیں گے۔

یہ سچ ہے کہ افغان مجاہد عوام نے خود ایشیاء، یورپ اور دنیا کے دیگر حصوں میں جا کر روسی کمیونسٹ نظام کا پرخچے بزور و قوت نہیں اڑائے ہیں اور نہ ہی وہاں کمیونزم اور روسی افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح مجاہدین بھیجے ہیں، لیکن کمیونزم کی تباہی اور روسی استعمار کے خاتمے میں جو کردار ہمارے مجاہد عوام اور ہمارے برحق جہاد نے ادا کیا ہے۔ اس سے کوئی بھی ذی عقل اور ذی شعور ہستی انکار نہیں کیا کر سکتا۔ "روسی افواج جہاں بھی قدم جمائے وہاں سے انہیں نکالنا ناممکن ہے"

" دنیا میں اب روس کا مقابلہ کرنا کسی کے بس میں نہیں"

" روس سے ٹکر لینا اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے"

روس کے بارے میں یہ اور اس طرح کی دیگر سینکڑوں باتیں اور افواہیں مشہور تھیں مگر افغان مجاہدین نے اپنے ناموس دین و وطن کی خاطر ان سے ٹکرا کر ان ساری افواہوں کو نقش بر آب ثابت کر دکھایا اور دنیا کے تمام محکوم اور مظلوم اقوام پر واضح کر دیا کہ نہ تو روس سپر طاقت ہے اور نہ ہی امریکہ بلکہ طاقت اور قوت کا مالک صرف اللہ جل جلالہ کی ذات اقدس ہے اور بس۔ چنانچہ افغانستان کے مجاہد عوام اور راہ اسلام کے جیالے مجاہدین نے اسی ذات اقدس کی طاقت پر بھروسہ کر کے روسی افواج کو دریائے آمو یوں پار کرنے پر مجبور کر دیا کہ پیچھے نہ دیکھ سکے۔

غیور، مومن اور جری مجاہدین روسی غاصب، حملہ آور اور سامراجی نام نہاد اور طلسماتی مادی طاقت کے خلاف جرأت مندانہ اور دلیرانہ جدوجہد آزادی کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ حق و باطل کے اس معرکے میں باطل قوتوں پر غلبہ پا کر سرفراز اور سرخرو نکلے بلکہ اس جدوجہد نے دنیا کے مظلوم اور محکوم قوموں کے مردہ جسدوں میں نئے سرے سے آزادی اور زندگی کی روح پھونک

دی ان میں آزادی خواہی کے جذبات ابھا دئیے، رومانیہ، ہنگری، مشرقی جرمنی یوگوسلاویہ، پولینڈ اور خود روس کے اندر بالٹک ریاستوں میں ایسی ڈرامائی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں کہ کسی کے وہم و گمان تک میں نہیں تھیں، دیوار برلن ٹوٹنا، ماسکو لینن گراڈ اور روس کے تمام پندرہ ریاستوں میں مارکس لینن اور سٹالن کے مجسموں کا توہین آمیز طریقوں سے گرایا جانا، جرأت کے ساتھ روسی استعمار سے اپنی آزادی کا اعلان کرنا، اور کمیونزم کی مسلط کردہ مصیبت سے اپنے آپ کو نجات دلانا یہ سب وہ اقدامات ہیں جو افغان مجاہدین کے کارناموں اور دلیرانہ جدوجہد آزادی سے متاثر ہو کر اٹھائے گئے اور اس جدوجہد نے ان میں بھی جذبۂ آزادی ابھارا۔

افغان قوم نے تو پندرہ لاکھ شہداء کے خون کا نذرانہ پیش کر دیا۔ مگر اپنی اسلامی تشخص برقرار رکھنے اور روسی ریچھوں سے اپنی سرزمین کی آزادی کیساتھ ساتھ وہ غلامی کی نیند پر مدتوں سے سوئے ہوئے اقوام کو بھی خواب غلامی سے جگانے اور انہیں سامراجی قوتوں سے آزادی کے حصول کی راہ پر گامزن کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

اسی بناء پر کمیونزم کی نابودی اور روسی سامراج کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے محرکات میں جہاد افغانستان اور افغان مجاہدین کے قابلِ افتخار اور آزادی خواہ کارناموں کا بڑا کردار رہا ہے۔

جہادِ افغانستان کے طفیل اب دنیا کے مختلف گوشوں میں آزادی خواہی اور اسلامی تحریکوں نے زور پکڑ لیا ہے۔ جہاد کشمیر انشاءاللہ جلد ہی کامیابی سے ہمکنار ہو کر رہے گا، روس کے اندر موجود مسلمان اور اسلامی تحریکیں روسی ریاستوں میں اسلام کا جھنڈا لہرا دیں گے اور ان ریاستوں کے عوام بھی آزادی کی عظیم نعمت سے بہرہ مند ہو جائیں گے، انشاءاللہ

متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے (حضرت مجدد الف ثانی رح)
جس میں ادب نہیں اس میں سب برائیاں ہی برائیاں ہیں (مولانا روم)

مسئلہ کشمیر

بزور تدبیر یا بزور شمشیر

سجاد گل پشاوری

مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں اور بھارتی قابض فوجوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں۔ ہر روز ایک نیا واقعہ جنم لیتا ہے۔ بھارتی فوج نے حریت پسندوں اور کشمیریوں پر ظلم کی انتہا کردی ہے۔ ایسا ظلم جس کی تاریخ میں قطعاً کوئی مثال نہیں ملتی ظلم و جبر کا سلسلہ جوں کا توں جاری و ساری ہے۔

مسئلہ کشمیر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کھٹائی میں پڑتا جارہا ہے کشمیر کے باشندوں اور حریت پسندوں پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑے جارہے ہیں حقیقی معنوں میں ہم اُن کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ بھارتی قابض فوج حریت پسندوں اور کشمیریوں کو پکڑ پکڑ کر عقوبت خانوں میں پہنچا رہی ہے۔ اُن پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جارہے ہیں انہیں اُلٹا لٹکا کر پیٹا جاتا ہے۔ اور اُن کے ننگے جسموں کو جلتے سگریٹ سے داغا جاتا ہے۔ اُن کے جسم کے نازک حصوں کو ناکارہ بنادیا جاتا ہے۔ اور عورتوں کی گھروں میں گھس کر تلاشی کے بہانے اُن کی آبروریزی کی جاتی ہے۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں گیارہ عقوبت خانوں کی موجودگی کا بھی انکشاف ہوچکا ہے۔ خود بھارتی حکومت نے گیارہ "تفتیشی مراکز" کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ جہاں مجاہدین کے مطابق ۲۰ ہزار سے زائد کشمیری مسلمان دن رات بھارتی درندوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ یہ پانچ ٹارچر سیل، مقبوضہ ریاست کے ہیڈ کوارٹر سرینگر میں پرانے ہوائی اڈے، بادامی باغ، ہراس نواس، تحتِ سلیمان اور ٹٹو گراؤنڈ کے علاقوں میں واقع ہیں۔ بھارتی فوج نے تین عقوبت خانے ضلع سوپور میں قائم کر رکھے ہیں، جبکہ ۳ ٹارچر سیل بارہ مولا، کپواڑہ اور جموں میں قائم ہیں جموں میں نرانٹروگیشن سنٹر کے نام سے بھارتی خفیہ ایجنسیوں کا گڑھ ہے جہاں ہندوستانی فوج، بارڈر سیکورٹی فورسز اور سنٹرل ریزرو پولیس اور "را" کے ایجنٹ تعینات ہیں۔ جو سب حریت پسندوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ ان تمام واقعات کے باوجود عالمی ضمیر خاموش ہے کشمیر میں مسلمان ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور معصوم بچوں کو بربریت کا نشانہ بنایا جارہا ہے لیکن اقوامِ متحدہ نے اس پر چپ سادھ رکھی ہے۔ اگر

کویت کو آزاد کرانے کے لئے سلامتی کونسل کی قرارداد پر عملدرآمد کروایا جا سکتا ہے اور عراق کی حکومت کو مجبور کروایا جا سکتا ہے کہ وہ کویت پر سے اپنا غاصبانہ قبضہ ختم کرے تو پھر کشمیر کے عوام جو گذشتہ ۴۰ سال سے بھارتی مظالم کی آگ کی بھٹی میں جھلس رہے ہیں. عالمی ادارے اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے سے کیوں قاصر ہیں۔

کئی تنظیموں اور ایجنسیوں نے گرم کر رکھا ہے اور کشمیری عوام کے جمہوری حقوق کو کوئی اہمیت دیئے بغیر پہلے مقبوضہ کشمیر میں براہ راست صدارتی کنٹرول نافذ کیا اور اس کے بعد مسلح افواج کو خصوصی اختیارات دینے کے لئے مجرمانہ ایکٹ نافذ کیا ہے جس کے تحت سیکورٹی فورسز کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کوئی قانونی کاروائی کئے بغیر کشمیریوں کو گولی مار کر ہلاک کردیں. ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی۔

> کشمیر کا مسئلہ، عالم اسلام کا مسئلہ ہے، افغان مجاہد عوام کشمیر کے مسلمان عوام کی موجودہ جدوجہد آزادی سے ہمیشہ کے لیے لاتعلق نہیں رہ سکتے"........

مقبوضہ کشمیر کے حالات کو دیکھتے ہوئے اسے بھارت کی خود غرضی اور مفاد پرستی سے تشبیہ دی گئی ہے ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی ان مظالم پر کڑی تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ بھارت کی پیرا ملٹری اور مسلح افواج نے مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں کی جدوجہد کو دبانے کے لئے تمام قوانین اور ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دہشت گردی اور ظلم وستم کا بازار

۱۰ ، ہزار سے زائد سیاسی قیدی ظالمانہ قوانین کے تحت جیلوں میں ہیں. گذشتہ ماہ مقدمہ چلائے بغیر ایک وقت میں تقریباً ۱۵ ، ہزار افراد کو حراست میں لیا گیا، جبکہ قیدی بنائے جانے والے افراد کی تعداد ۲ ، ہزار ۸۰۰ کے لگ بھگ ہے. بھارتی مظالم کا سب سے ظالمانہ پہلو یہ ہے کہ بھارتی سیکورٹی فورسز کے اہل کار خاص طور پر

گھر گھر تلاشی لینے کے دوران اندر داخل ہوتے ہیں. گھر میں موجود مرد حضرات سے یا تو اُلٹے سیدھے سوال کرنے شروع کر دیتے ہیں جس کو کوئی غیرت مند سننا گوارا تک نہیں کرتا. وہ سوال کو سن کر تاؤ میں آجاتا ہے. اور بھارتی فوجی کے ساتھ اُلجھ پڑتا ہے جس کی آڑ لیکر قابض فوج اندھا دھند فائرنگ کر کے اُسے شہید کر دیتے ہیں اور پھر عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے. حکومت پاکستان نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے بھارت پر زور دیا ہے. کہ وہ مقبوضہ کشمیر سے تمام بھارتی فوجیں نکال لے. تاکہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مُطابق مقبوضہ ریاست میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کرایا جاسکے. کشمیر کے حوالے سے منعقدہ بین الاقوامی کشمیر کانگرس کے شرکاء نے ایک پیٹیشن پر دستخط کئے جس میں مقبوضہ ریاست میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں اور کشمیری عوام پر ظلم و تشدد روکنے کے بارے میں اقوام متحدہ کی عدم توجہی پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا. اس کانگرس سے خطاب کرتے

کشمیر کے ہر گاؤں اور ہر محلے میں یہ ہر روز کا منظر ہے

ہوئے امریکی ایوانِ نمائندگان کے رکن مسٹر ڈین برٹن نے کہا۔ کہ مجھے یقین ہے کشمیر کے تنازعے کا واحد حل یہ ہے۔ کہ کشمیری عوام کو اپنا حقِ خود ارادیت استعمال کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس طرح برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر لارڈ ڈائر نے کہا۔ کہ اگر کسی کشمیری کا گھر جلا دیا جائے اُس کی بہن کی بے حرمتی کی جائے۔ اُس کے بھائی یا باپ کو قتل کر دیا جائے۔ تو پھر کسی خوددار کشمیری کے حریت پسند بن جانے پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق گذشتہ دنوں کشمیر کی چار تنظیموں کے لیڈروں نے اقوامِ متحدہ سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ مقبوضہ کشمیر کی صورتحال پر توجہ دے۔ اور سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عمل کرائے۔ جس میں کشمیر میں رائے شماری کرانے کے لیے کہا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بات اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر پیریز ڈی کوئیا کو ایک یادداشت میں کی۔ جس پر مقبوضہ کشمیر، آزاد کشمیر اور دنیا بھر کے کشمیری لیڈروں نے اتفاقِ رائے کا اظہار کیا ہے۔ اور کشمیر کے تنازعے کے پرامن سیاسی حل کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجوں کے ہاتھوں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں پر خاموش تماشائی ہے۔

یہ یادداشت لندن کے عالمی کشمیر غریب کے صدر ڈاکٹر علیم ٹھاکر، واشنگٹن میں امریکی کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر علی غلام، تحریکِ حریت کشمیر کے ترجمان پروفیسر محمد اشرف صراف اور کشمیر ریلیف ایجنسی آزاد کشمیر کے عبدالرشید ترابی نے پیش کی۔

مقبوضہ کشمیر کی صورتحال بھارتی حکومت کے خلاف جا رہی ہے جس کی بنا سے بھارتی حکومت نے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ ایک تازہ ترین اطلاع کے مطابق بھارت نے مقبوضہ وادی میں پندرہ روزنامے اور پینتیس ۳۵ رسائل کی اشاعت بند کر دی ہے۔ تاکہ اس کے خلاف اس کے مظالم کی خبریں باہر نہ جا سکیں گذشتہ دنوں روزنامہ الصفاء کے ایڈیٹر محمد شعبان کو بھی اسی وجہ سے بھارتی فوج نے گولی مار کر شہید کر دیا

ضرورت اس بات کی ہے کہ بھارت یہ حقیقت تسلیم کر لے کہ طاقت کے بل پر وہ کشمیر حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ طاقت کا مظاہرہ کر کے اس کا انجام وہ دیکھ چکا ہے۔ ایک حریت پسند شہید ہوتا ہے۔ تو ۲ اس کی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان مظالم نے جہاں حریت پسندوں اور کشمیری باشندوں کے دلوں میں بھارتی فوج کے خلاف نفرت پیدا کی ہے۔ وہاں تمام دنیا میں بھارت کی تذلیل ہوتی ہے۔

تحریر: محمد سجاد

افغان جہاد
کو کامیاب ہو کر رہنا ہے

افغانستان، شہیدوں کی سرزمین آج دشمنوں کی سازشوں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ۱۹۷۸ء کے نام نہاد انقلاب ثور اور ۱۹۷۹ء میں روسی فوجی جارحیت کے بعد مجاہدین کی جدوجہد کے نتیجے میں جہاد کا علم پورے خطے میں بلند ہوا اور دس سال کے قلیل عرصے میں روسی فوج کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ روسی فوج کی پسپائی کے بعد بظاہر یوں لگ رہا تھا کہ مجاہدین جلد ہی افغانستان کو فتح کر لیں گے اور اسلام کا انقلابی پرچم تھوڑے ہی عرصے میں نجیب کے صدارتی محل پر لہرا دیا ہو گا۔

بین الاقوامی پریس بھی تمام دنیا کو یہی تاثر دے رہا تھا کہ جلد ہی کابل فتح ہونے والا ہے اور جلال آباد پر مجاہدین کچھ ہی دنوں میں قبضہ کرنے والے ہیں۔

بین الاقوامی پریس جس پر کہ یہودیوں کا قبضہ ہے کی تقلید کرتے ہوئے پاکستان پریس بھی وہی خبریں چھاپ رہا تھا اور سارے پاکستان میں یہ تاثر بن گیا تھا کہ مجاہدین جلد ہی تخت کابل پر قبضہ کر لیں گے۔

جلال آباد کے حملے کی لمحہ بہ لمحہ روداد روزانہ پریس میں آ رہی تھیں اور اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا تھا مجاہدین کے حلقے اور پاکستان میں موجود اسلام پرست حلقے نہایت مسرت کے ساتھ فتح کی خبریں سن رہے تھے بوجوہ جلال آباد پر مجاہدین قابض نہ ہو سکے اور یوں تمام دنیا میں اسلام پرست طبقے کو مایوس ہونا پڑا۔

جلال آباد پر حملہ میں ناکامی جہاں مجاہدین کے اندر اتحاد کے فقدان کی وجہ تھی وہاں امریکہ اور روس کی بھی یہی خواہش تھی کہ مجاہدین جلال آباد پر قابض نہ ہوں بہر حال تمام سازشوں کے باوجود جدوجہد

جاری رہی اور مجاہدین فتح کی منزل کی جانب قدم بڑھاتے رہے اس دوران مغربی پریس تمام دنیا میں یہ پروپیگنڈہ کرتا رہا کہ مجاہدین کابل کو فتح نہیں کر سکتے اور اس کے سیاسی حل کی ضرورت ہے۔ لیکن دوسری طرف مجاہدین دوٹوک انداز میں اعلان کرتے رہے کہ نجیب اللہ کو اقتدار سے ہٹانے اور اسلامی حکومت کے قیام تک جدوجہد جاری رہے گی۔ یوں مجاہدین جہاد کو دوام اور استحکام بخشتے رہے پہلے خوست کی اہم ترین جہادی فتح ہوئی اور فتوحات کا ایک سلسلہ شروع ہوا جو اب تک جاری ہے خوست پر قبضہ سے جہاں تمام دنیا میں اسلامی تحریکوں کو جلا ملی وہاں خود افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام شرمندہ تعبیر نظر آنے لگا۔

خوست کی فتح پاکستانی اور بین الاقوامی پریس میں خوب اچھال گئی اور جہاد دشمن، طاقتوں کو اس سے بہت بڑا دھچکا لگا۔ لیکن یہاں پھر امریکہ اور مغربی طاقتوں کو مجاہدین کی فتح پسند نہ آئی۔

اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ افغانستان میں مزید کوئی بڑے مشترکہ حملے کے آثار تعطل کا شکار ہیں۔ بین الاقوامی پریس بھی افغانستان کی طرف سے خاموش ہے۔ اگر کوئی خبر آرہی ہے تو وہ وسیع البنیاد حکومت اور سیاسی حل کی ہے امریکہ اور اس کے اتحادی خلیج کو زیرنگیں کرنے کے بعد کبھی بھی پسند نہیں کریں گے کہ افغانستان میں اسلامی انقلابی حکومت بن جائے۔ اس لئے مختلف طریقوں سے جہاد کو نقصان پہنچانے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔ مجاہدین کو منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث کرنے کی جھوٹی خبریں پریس میں دیجارہی ہیں۔ اور ہر طریقے سے ان کی بدنامی کی سازش کی جارہی ہے۔

اس تمام صورت حال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مجاہد پارٹیاں متحد ہوں ایک ساتھ مل کر بیٹھ جائیں موجودہ صورت حال پر غور کریں اور جہاد کو اپنی منزل پر پہنچاکر پندرہ لاکھ شہداء کے خون سے وفاداری کا مظاہرہ کریں۔ ویسے بھی خوست کی فتح تب ہی ممکن ہوئی جب مجاہدین نے متفقہ اور مشترکہ طور پر دشمن پر ضرب کاری لگائی اور اب بھی اگر مجاہدین اکھٹے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے جہاد کے علم کو بلند کر کے دشمن پر حملہ آور ہوں گے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور دشمن کو ہزیمت اٹھانی پڑے

اسی وقت اتحاد کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی اسلام دشمن قوتیں اکھٹی ہوگئی ہیں۔ اور جہاں بھی وہ اسلامی قوت دیکھتے ہیں اس کو تباہ کرنے کی سازش کرتے ہیں۔ اور اللہ نہ کرے کہ وہ افغانستان کے جہاد کو کوئی بڑا نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوں۔ وہ جہاد جس نے ساری دنیا کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا کردی اور جس نے روس کو ٹکڑے ہونے پر مجبور کر دیا کو کامیاب ہونا چاہیئے اور اسے کامیاب ہوکر رہنا چاہیئے۔

اس سلسلے میں یہ بات خوش آئند ہے کہ مجاہدین کے فیلڈ کمانڈر بڑی حد تک متحد ہو چکے ہیں اور انہوں نے ایک عمومی شوریٰ قائم کردی ہے جس کے متفقہ فیصلوں کے مطابق افغانستان کے بیشتر علاقوں میں مشترکہ حملے ہو رہے ہیں۔ انشاءاللہ کمانڈروں کی دیکھا دیکھی لیڈر بھی متحد ہوں گے اور تب پھر افغانستان آزاد و خودمختار ہوجائے گا جس میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔

ریاکاری درحقیقت کفر کی سخت قسموں سے ہے

(شاہ عبدالعزیزؒ)

موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔ (حضرت علیؓ)

کسی آدمی کو نماز کا صحیح طریقہ سکھانا اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔

(امام ابوحنیفہؒ)

طنز و مزاح

ہیلو آقا

بلے غلام

ایک ٹیلیفون کال پشاور سے کابل تک

تحریر: مطیع اللہ عابد

"ٹرننگ ۔ ٹررر.......... نگ ۔ ٹررر...... نگ !!۔"

"ہیلو.... ہیلو ۔ ۴۲۰ ۔ ۴۲۰ ۔ ۴۲۰ کابل ۔ کابل ۔"

"اوئے کون ہے ؟ تمہیں کس نے میرے اصلی نام کا بتایا ہے۔"

"ہیلو.... آقا ! میں ہوں آپ کا غلام پشاور کے ایک سینما گھر کے تہہ خانے سے بول رہا ہوں۔"

"بلے بلے.... غلام کے بچے ! یہ اتنے زور سے میرا نام کیوں لے رہے ہو۔"

"اوہ ! معاف کر دیجئے ۔ دراصل آپ کے فون کا نمبر اور آپ کا نام اتنا ملتا جلتا ہے ۔ اب اس کا کیا کیا جائے کہ آپ کو آپ کے سب ساتھی چار صد و بیس کے نام سے جانتے ہیں۔ کیا ہوا کہ میں نے کہہ دیا۔"

"اچھا.. اچھا۔ زیادہ باتیں مت کرو یہ بتاؤ کہ سینما گھر سے کیوں بول رہے ہو ؟ کیا "دفتر" کا فون خراب ہے؟"

"نہیں آقا ! دفتر کا فون تو ٹھیک ہے لیکن حالات کچھ ٹھیک نہیں اور یہاں کے سینما مالکان تو اپنے بھائی بندے ہیں اور میں نے تو "انکے" امن کانفرنس میں ان کے بابا کو خراجِ عقیدت پیش کر کے اپنی عزت بڑھا دی ہے۔"

"ہاں غلام ! میں تم سے اس تقریر پر بہت خوش ہوں۔ تم نے امن کے لئے ہماری خدمات گنوا کر ہمارے نام کو چار چاند لگوا دیئے۔"

"آقا ! یہ تو ماننا پڑے گا کہ ایک طرف آپ نے اسعد آباد پر سکڈ میزائل گرا دیئے دوسری جانب میں نے آپ کی امن پسندی کا قصیدہ پڑھا۔ اس کو کہتے ہیں آنکھوں میں دھول جھونکنا۔"

"بلے غلام ! سنو ! ذرا بیانات دینے میں احتیاط سے کام لیا کرو۔ کیونکہ وہ جو ہمارے لئے بیانات پر بیانات دے رہے تھے وہ بھی نواز شریف کے دام میں پھنس کر ہمارے دام سے نکلتے جا رہے ہیں۔ اور جو باقی ہیں ان کی کوئی سنتا نہیں ۔لہٰذا ساری ذمہ داری اب تم پر ہے۔"

"ہیلو آقا ! میں واقعی اپنے آپ کو بہت اکیلا محسوس کر رہا ہوں، جن کو ہم ساری زندگی کھلا پلا رہے تھے۔ جن کے لئے کابل میں ہم نے سہولتیں مہیا کی تھیں جن کے الیکشنوں کے لیے جھنڈیاں تک کابل سے آتے تھے ان میں ایک تو سیاست سے تقریباً ریٹائرڈ ہو کر لندن و دہلی کی ہوا خوری کر رہا ہے اور باقی کرسی کے اسیر ہو کر ہم سے طوطا چشمی کر رہے ہیں۔"

"غلام ! اب تم بھی عقل کے ناخن کہیں سے ادھار لے لو۔ سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ اِن بے مروت و بے وفا نام نہاد سرخوں سے ملنے میں احتیاط کرو۔ کیا پتہ باہر سے سرخ اندر سے سبز ہو۔"

"ٹھیک فرمایا آپ نے آقا ! میں نے پچھلے دنوں حکومتِ پاکستان کو ان کے یومِ آزادی پر مبارک باد کا پیغام بھی دیا تھا اگرچہ ہمارے یومِ استقلال پر کسی نے کوئی بیان نہیں دیا۔ اب تک سب کچھ ہم

ہی کو کرنا پڑ رہا ہے۔ کیا کرے جان کس کو پیاری نہیں !"

" نہ... نہ غلام جان ! ڈرو مت ۔ میں جو ہوں ! اور جب تک میں ہوں تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

" آقا ! آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے ریڈیو پر قوم سے خطاب فرما رہے ہو مجھے تو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کا حال مجھ سے بھی زیادہ دگرگوں ہے اور ببرک کارمل کے آنے اور اپنے جانے کی فکر نے آپ کو نڈھال کر رکھا ہے ۔"

" افسوس ! کہ تم میرے سامنے نہیں، ورنہ میں تمہارا حشر کرتا ذرا میں نے تم سے سیدھے منہ بات کی اور تم مجھ سے فری ہونے لگے ۔ اپنے اوقات میں رہو ۔"

" آقا ! آپ تو ببرک کارمل کا نام سن کر بوکھلا گئے ۔ وہ تو اب بوڑھا شیر ہے اُس سے کیا ڈرنا ۔ دراصل آپ کو لینن پر اعتماد نہیں ۔"

" دیکھو ۔ دیکھو ۔ غلام ! زیادہ گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں ۔ کیا ہوا جو روس کے اسلحے کے انبار غلے کے انبار سے زیادہ ہیں ۔ لیکن پھر بھی مجھے اُس پر بھروسہ واعتبار ہے کہ آڑے وقت میں کام آئیگا ۔"

" تو کیا آقا ! اس سے بھی زیادہ کوئی سخت وقت آنے والا ہے ۔ آپ شاید مجاہدین کے متوقع متحدہ حملے کو اڑہ اور مشکل وقت سمجھ رہے ہیں ۔"

" غلام ۔ غلام ! اپنی چادر سے پاؤں مت نکالو ! یہ کیا کبھی مجھے ببرک سے ڈرا رہے ہو ۔ کبھی روس کی ناعتباری کا طعنہ دے رہے ہو اور کبھی مجاہدین ، کہیں تم تو ...."

" نہیں ... نہیں آقا ! میں اب بھی روز اول کی طرح آپ کا وفادار ہوں ، لیکن کہنے میں کیا حرج ہے اور آپ جو یوں ان باتوں پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں تو مجھے شک سا پڑتا ہے کہ کہیں واقعی کچھ ہونے والا تو نہیں ۔"

" غلام ! کیا ہونے والا ہے ؟ ۔ کچھ بھی تو نہیں ہونے والا ۔ میری حکومت بالکل محفوظ اور مضبوط ہے ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں جب تک مجاہدین آپس میں اتحاد نہیں کرتے مجھے اور تم کو کوئی خطرہ نہیں ، ان کا اتحاد ہی ہماری بربادی کا باعث بنے گا ۔"

" محترم آقا ! تو اس کا مطلب ہے ، کہ ہمیں ان کی " نااتفاقی اور اختلافات کے بڑھنے کی دعا کرنی ہوگی تو تب ہی ہم امن سے رہیں گے ۔"

" شاباش غلام ! اب سمجھے ! یاد رکھو ! جب تک اسلام اور آزادی کے سپاہی مختلف گروہوں میں بٹے ہوں گے پھر نہ تو اسلام کی خدمت کر سکیں گے ۔ اور نہ آزادی حاصل کر سکیں گے ۔"

" لیکن آقا ! اس کا ایک مطلب تو اس طرح بھی نکل سکتا ہے کہ اگر اسلام کے یہ سپاہی اور آزادی کے یہ متوالے اپنے تمام اختلافات بھلا کر ایک قوم ایک آواز ہو گئے تو پھر تو ہم جیسے اسلام کے دشمنوں اور آزادی کے غاصبوں کا جینا تو کیا مرنا بھی حرام ہو جائے گا ۔"

" اوئے ۔ اوئے غلام ! تم پھر ڈراؤنی باتیں کرنے لگے ۔ مجاہدین کے اتحاد کی اگر کوئی جھوٹی خبر بھی میں سن لیتا ہوں ، تو ساری رات جاگ کر گزار دیتا ہوں خبردار ایسی باتیں نہ کرنا ۔"

" لیکن آقا ! یہ بات تو اٹل ہے کہ ایک نہ ایک دن ان میں اتحاد ہو کر رہے گا ۔ پھر کیا ہوگا ۔ ؟"

" دیکھو غلام ، چپ کرو ، ورنہ ...
.... ورنہ ......"

" ہیلو آقا ۔ آقا .... آپ کو کیا ہو گیا ؟ ہیلو ... آقا ....
آپ خاموش کیوں ہو گئے ....
کہیں آپ ....
نہیں ..... نہیں .... آقا ....
نہیں .... !! .. "

تبصرۂ کتب

پیغام

"پیغام" ہمارے انصار بھائی جناب فضل الرحمٰن مروت تجوڑی کے مقصدی اور جہادی اشعار کا مجموعہ ہے. جس کا چوتھا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۹۰ء میں پشاور میں شائع ہوا ہے. اس مجموعے کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۰ء کے جولائی اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ کے اکتوبر میں کراچی میں شائع ہو چکا تھا. کتاب کی کتابت پشاور کے مشہور پختون کاتب لطف اللہ "سوریزی" نے کی ہے.

کتاب میں شامل اشعار مجموعی طور پر کمیونزم کی "خیالی جنت" کی اصلی ماہیت اور یہ خونی دوحشیانہ چہرے کو پڑھنے والوں کے سامنے رکھتا ہے.

جہاد افغانستان کی عظیم قربانیوں، قہرسامانیوں جرأت مندانہ واقعات اور کامیابیوں و کامرانیوں کا ذکر کرتے ہوئے سرخ سیلاب (کمیونزم) کے خلاف افغان قوم کی دلیرانہ اور بہادرانہ جدوجہد کو قابل ستائش اور قابل فخر قرار دیتا ہے اور بار بار اس حقیقت کو دہراتا ہے کہ جہاد افغانستان ہی کی برکت تھی جس کی بدولت روئے زمین سے کمیونزم کی بساط سمٹ گئی. اور اس غیرتی دمجاہد قوم نے اپنے خون کے نذرانے سے نعرۂ حق کو بلند اور شمع اسلام کو روشن رکھا. اس مجموعے اور مصنف کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے بڑی مدت تک کمیونزم اور اشتراکیت کی نغمہ سرائی کی ہے اور وہ خود الحادی نظریات کے بڑے حامی اور مدافعین میں سے تھے. مگر جہاد افغانستان کی بدولت انہوں نے کمیونزم کے جہنمی چہرہ اور اصل ماہیت کو بھانپ لیا. کمیونزم کی گہرائیوں سے آگاہی حاصل کر کے ان غیر انسانی نظریات کے خلاف کھلم کھلا جدوجہد کا آغاز کیا اسی بنا پر کتاب کے آغاز میں پاکستان کے مشہور مصنف اور محقق اور جماعت اسلامی پاکستان کے ثقافتی امور کے انچارج جناب خلیل احمد حامدی لکھتے ہیں:

اس مجموعے کی ایک بہتری اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ پشتو کے ہر نظم اور شعر کا اردو ترجمہ بھی کتاب کے دوسرے صفحے پر پیش کیا گیا ہے. اس طرح ہر پشتو نظم اردو میں تبدیل کیا گیا ہے. جو پاکستانی اردو خواں بھائیوں کے لئے جہاد افغانستان کے قہرمانیوں اور واقعات کی لرزہ خیز اور رنگین تصویر پیش کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے.

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سینیٹر قاضی حسین احمد اپنے مختصر تقریظ میں لکھتے ہیں:

لاکھوں کی تعداد میں غریب عوام کے خون بہہ جانے کے بعد کمیونزم کا پردہ اب چاک ہو چکا ہے ہمارے بھائی فضل الرحمٰن جس نے کمیونزم کی اشتراکیت کی جنت کو قریب سے دیکھ لیا ہے وہ اپنے دلچسپ اور رنگینئ اشعار کے ذریعے کمیونزم کے اس پردہ کو چاک کر دیتا ہے، عوام کو ان کا پیغام یہ ہے کہ وہ اسلام کی ٹھنڈی اور خوشگوار سائے تلے پرامن زندگی گزاریں. میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرما دے آمین.

اس کے بعد شاعر کا مقدمہ جو اپنے مجموعۂ اشعار کے ترتیب و تدوین پر لکھا ہے آتا ہے اس کے بعد پشتو زبان کے نامور، شاعر اور مصنف ڈاکٹر اقبال "فنا" کی تقریظ ہے جسے پیغام محسن کے عنوان سے لکھا گیا ہے ڈاکٹر اقبال ایک جگہ لکھتے ہیں:

جناب محسن ہماری مصیبت دیدہ قوم کا ایک دیدہ ور، حساس، نازک خیال، بیباک اور راسخ العقیدہ مسلمان اور زبردست شاعر ہے۔

موجودہ عشرے کے آخری سالوں کے دوران افغانستان میں روسی افواج کی شرمناک شکست سے دوچار ہونا، داخلی طور پر روس کے بحران و انتشار کا سامنا کرنا اور کھوکھلی بنیادوں پر استوار کمیونزم کی خون آشام عمارت میں جہادِ افغانستان کے زلزلوں نے پھوٹ اور دراڑیں ڈال دیں۔ اس کے باوجود کہ گورباچوف نے سرتوڑ کوششیں کر کے اس منہدم ہونے والی دیواروں کو گلاسنوسٹ کی بنیاد پر قائم کرنا چاہا لیکن کمیونزم کے لئے ازل میں بربادی مقدر بن چکا تھا۔

اس سے قبل سوشلزم کے مبلغین سرخ سویرے، سرخ بہار اور سرخ ڈولی جیسے نشانات اور علامات کو پشتو ادب میں استعمال کرتے اور اپنائے ہوئے تھے۔ بدقسمتی سے پشتو ادب کے بعض نامور اور مشہور ہستیوں کو بھی ترقی پسندی کا نام نہاد سیلاب بہا لے گئے اور نیشنلسٹ حلقوں میں بھی سوشلسٹوں نے مقام اور نفوذ پیدا کیا اور اس طرح انہوں نے اپنے پرفریب نعروں سے نئی نسل کے اذہان مسموم کرنے لگے مگر جلد ہی جہادِ افغانستان نے کمیونزم کے اصل چہرے سے پردہ ہٹا دیا۔

اسی بنا پر (دوارسا پیکٹ) میں شامل ملکوں میں آزادی کی انگڑائیوں نے جنم لیا۔ سوویٹ یونین کے اتحاد کا شیرازہ ہلنے لگا اور وہاں بھی آزادی کی تحریکیں شدت اختیار کر گئیں۔ پشتو زبان کے مشہور مصنف، محقق، شاعر، صحافی اور ہفت روزہ (ہیواد) کے مدیر اعلیٰ جناب سلطان محمد صابر فضل الرحمٰن محسن صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ جس کسی پر اللہ تعالیٰ رحم کرے تو اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دیتا ہے جس کے بعد وہ اس محبت سے سرشار ہو کر اپنے محبوب کے حق میں ہر نوع مخالفت کا مخالفت بن کر اس کا مقابلہ کرنے پر اترتا ہے۔ اسی وجہ سے جناب محسن نے اپنی اس کتاب اور اپنے دیگر آثاروں کے ذریعے کمیونزم کی تزویر و فریب سے پردہ ہٹا کر اس کے اصل حقائق کو ممکن حد تک مسلمانوں پر آشکارہ کر دیا ہے۔

مرکزی پشتو ادبی کاروان) کے سرپرست اعلیٰ جناب استاد بادشاہ گل صاحب "پیغام" کے بارے میں لکھتے ہیں۔

پیغامِ محسن اسلامی دنیا میں ایک انقلاب برپا کرے گا اور جوان نسل میں وہ جذبات پیدا کرے گا جن کی انہیں آج ضرورت محسوس ہو رہی ہے، خاص طور پر محسن نے اپنے نظموں میں باطل نظریات کی جو مذمت کی ہے اور بیانِ حق کا جو حق ادا کیا ہے اس کی مثال خود محسن صاحب کا یہ "پیغام" ہی ہو سکتا ہے۔

کتاب کے دیگر ۴۶ صفحات جناب ڈاکٹر احسن سلیم، عطاء الرحمٰن، اختر منیر بکوڑی ڈاکٹر محمد یعقوب، خواجہ محبوب الٰہی، محمد سعید رہبر، سعید خلیل مروت، خاکسار عبدالجلیل اور ماسٹر جمال کی تقاریظ اور کتاب کے بارے میں پیش کئے جانے والے نظریات پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد شاعر کا کلام شروع ہوتا ہے جس کا آغاز حمد و نعت سے ہوا ہے اور اس طرح انقلابی اشعار شروع ہوتے ہیں کتاب کل ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں آزادی کی نظمیں، ترانے، غزل، اور دیگر اشعار شامل ہیں اور ساتھ ہی ان کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔ کتاب کی آخری ٹائٹل پر کراچی میں جماعتِ اسلامی کے امیر منور حسن اور کراچی کے ضلع شرقی کے جماعتِ اسلامی کے امیر شیخ محبوب علی اور راشد فاعوان کے تقاریظ لکھے گئے ہیں۔ جو قارئین کی دلچسپی کو مزید بڑھا دیتی ہیں

مختصر یہ کہ یہ کتاب درحقیقت ایک پیغام کی حیثیت کا حامل ہے ایک ایسا پیغام جو دنیا والوں کو صلح، امن و سکون اور خوشبختی کا مژدہ دیتا ہے۔ اور ایک

(باقی صفحہ ۵۵)

ایڈیٹر کے نام خطوط

جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم!

میں یہ خط دوسری بار آپ کو لکھ رہا ہوں میرے پہلے خط کا جواب آپ نے ابھی تک نہیں دیا۔

اگر اس دفعہ بھی آپ نے میرے خط کا جواب نہ دیا تو میں سے ناراض ہو جاؤں گا۔ میں نے آپ کا شائع کردہ رسالہ نصرت الجہاد پڑھا جو مجھے بے حد پسند آیا۔ اسطرح میں نے آپ کو خط لکھا لیکن آپ نے جواب نہ دیا، کافی عرصہ انتظار کرنے کے بعد میں دوسرا خط آپ کی طرف لکھ رہا ہوں۔ امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ اور میرے اس خط کا جواب ضرور دیں گے۔ مجھے آپ کا رسالہ نصرت الجہاد پڑھنے کا بہت شوق تھا، کیونکہ اس رسالہ میں افغانستان کے متعلق اور افغان مجاہدین کے پُرعزم حوصلے اور دلیری کا پتہ چلتا ہے اور افغان مجاہدین کے حالات جاننے کا موقع ملتا ہے کہ وہ کس طرح جہاد کرتے ہیں۔ وہ اپنی دھرتی اپنے وطن اپنے افغان مسلمان بھائیوں اور اللہ کی راہ میں قربانیاں دے رہے ہیں۔

مجھے ایسے مجاہد بہت اچھے لگتے ہیں، جو اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے ملک و ملت کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ میں بھی طالب علم ہوں اور مجھے جہاد کرنے کا بے حد شوق ہے۔

آپ کے رسالہ نصرت الجہاد میں شہیدوں کے بارے میں جو تصویریں تھیں اور ان کی عظمت میں جو کچھ لکھا گیا وہ مجھے بہت اچھا لگا۔

کمانڈر اور مجاہدین دکھائے گئے، جو کہ بہت دلیر ہیں بہت اچھے لگے، میں بھی مسلمان کی حیثیت سے آپ کے لیے ہمدردانہ جذبات رکھتا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ میری خاطر سے ماہنامہ نصرت الجہاد بھیجیں تاکہ افغان مجاہدین کے حالات سے آگاہی ہو۔ میں یہ رسالہ اپنے دوستوں کو پڑھنے کے لیے دوں گا۔ تاکہ انہیں مجاہدین کے حالات معلوم ہو سکیں۔

امید ہے آپ میری یہ خواہش ضرور پوری کریں گے، رد نہیں کریں گے۔

امید کے ساتھ انتظار کے ساتھ۔

والسلام

جشنِ آزادی مبارک

محترم و مکرم ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم: بعد از سلام مسنون

عرض ہے کہ میں ماہنامہ نصرت الجہاد کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے رسالہ کی سالانہ، ششماہی اور سہ ماہی قیمت لکھیں۔ میں نے یہ رسالہ اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا تھا۔ بے حد پسند آیا کیونکہ رسالہ میں مضامین اور جہادِ افغانستان کے بارے میں معلومات بے حد دلچسپ ہوتے ہیں۔ اور چونکہ یہ رسالہ مجاہد اسلام مولانا جلال الدین حقانی کا جاری کردہ ہے میں مولانا صاحب سے بے حد عقیدت رکھتا ہوں۔ اس لئے اس رسالہ کے ذریعے میں مولانا صاحب کی فتوحات اور آپ کے کارناموں سے بھی باخبر رہوں گا۔

نیز اگر آپ کے پاس ریکارڈ میں وہ رسالہ ہو جس میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے دورۂ خوست اور میران شاہ کیڈٹ کالج میں سلامی اور تقسیم انعامات کی تصاویر اور اُن کے دورہ کی تفصیلات ہوں، تو وہ برائے مہربانی مجھے بھیج دیں۔ میں قیمت آپ کو ارسال کردونگا۔

والسلام

خاک پائے مجاہدین

سید کاشف الدین

اخبار جہاد

صوبہ پکتیا میں فوجی رسد لانے والا ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا

افغان صوبے پکتیا کے ہیڈ کوارٹر گردیز کے نزدیک ۱۱ اگست کی صبح کابل انتظامیہ کا ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا جو کابل سے گردیز کے لئے فوجی رسد لا رہا تھا مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان نے بتایا کہ ہیلی کاپٹر کو پرواز کے دوران آگ لگ گئی۔ جو شدید دھماکے کے بعد گر کر ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

ترجمان کے مطابق مجاہدین نے نجیب انتظامیہ کا فوجی حملہ ناکام بنا دیا۔ جس کا مقصد گردیز کے جنوب میں اسپیشل گارڈ کے ہیڈ کوارٹر پر دوبارہ قبضہ کرنا تھا۔

اس حملے میں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ جب کہ مجاہدین مزاحمت کے دوران جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

صوبہ بغلان میں خونریز جھڑپیں

۲۷ کابل فوجی ہلاک اور زخمی، دو ٹینک تباہ کر دیئے گئے

افغانستان کے شمالی صوبے بغلان میں خونریز جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں۔ جہاں مجاہدین نے نہرین کے علاقے میں تین حفاظتی چوکیاں خالی کرالیں،

مجاہدین کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے بغلان شہر سے ۴۵ کلومیٹر مشرق میں فوجی ٹھکانوں پر ۷، اگست کی صبح حملہ کیا دو دن تک جھڑپوں کے بعد کابل فوجی تین حفاظتی چوکیوں سے پسپا ہو گئے۔ جن میں دو بھاری مشین گنیں، بیس کلاشن کوف رائفلیں اور گولہ بارود کے علاوہ خوراک کا ذخیرہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اس کارروائی میں سولہ کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے جبکہ دو مجاہدین شہید بتائے گئے ہیں، اگلے روز بغلان شہر کے نواح میں گشت کرنے والے دو ٹینک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگوں کا نشانہ بن گئے۔ تباہ ہونے والے ٹینکوں میں سوار آٹھ کابل فوجی موقع پر ہلاک اور تین فرار ہوتے وقت مارے گئے۔

معلوم ہوا ہے کہ بغلان چھاؤنی سے ایک افسر سمیت چھ کابل فوجی ایک جیپ پر سوار ہو کر مجاہدین سے آملے۔

جلال آباد کے محاذ پر مگ طیارے کی تباہی۔ بمباری کے دوران چھ افغان شہری شہید ہو گئے

جلال آباد کے محاذ پر موجودہ جنگ کے دوران مجاہدین نے پہلا مگ طیارہ مار گرایا، جو دیہی آبادیوں پر بمباری کر رہا تھا۔

جہادی ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ طیارے کو گذشتہ شام میزائلوں سے نشانہ بنایا جسے دھماکے کے ساتھ آگ لگ گئی۔ طیارے کی بمباری کے دوران چھ افغان شہری شہید اور پندرہ زخمی بتائے گئے ہیں۔

ترجمان کے مطابق کابل انتظامیہ کا بمبار طیارہ تحریک مزاحمت کے رہنما مولوی محمد یونس خالص کی موجودگی میں گرایا گیا۔

افغان مجاہدین کے نئے حملے کابل انتظامیہ کو سیاسی تصفیہ پر مجبور کرنے کیلئے ہیں

فضائیہ اور میزائلوں سے مجاہدین کے ٹھکانوں پر شدید حملوں کے باوجود کابل فوج خوست لینے میں ناکام رہی

شمالی سرحد پر مجاہدین کے قبضے سے روس سے کابل کیلئے رسد کی فراہمی میں رکاوٹ پڑ جائیگی، غیر ملکی تجزیہ نگار

پاکستان میں مقیم غیر ملکی نامہ نگاروں کا کہنا ہے کہ افغانستان میں اس سال موسم گرما کے دوران مجاہدین اور کابل انتظامیہ کے درمیان لڑائی میں پچھلے برسوں کی نسبت زیادہ شدت دیکھنے میں آئی ہے۔

تاہم نامہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ شدت فوجی اعتبار سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی ان کا کہنا ہے کہ مجاہدین کے حالیہ فوجی دباؤ کا مقصد نجیب انتظامیہ کو خاطر خواہ سیاسی تصفیہ پر آمادہ کرنا ہے۔ کابل انتظامیہ کا اہم ٹھکانوں پر مجاہدین کے نتائج خیز حملے جاری ہیں اور کئی صوبوں کے علاوہ پچھلے چند مہینوں کے دوران شمال مغربی صوبے ہرات اور شمال مشرق میں تخار اور بدخشاں کے صوبوں میں مجاہدین نے روسی سرحد سے ملحق کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

شمالی افغانستان کی نگران مجلس شوریٰ کے ذرائع کا کہنا ہے کہ بدخشاں میں دارالحکومت فیض آباد کو چھوڑ کر اب پورا صوبہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہے، اس میں واہ خان کی پٹی بھی شامل ہے،

مغربی سفارت کاروں کا کہنا ہے کہ مجلسِ شوریٰ کے ذرائع سے حاصل ہونے والی اطلاعات درست معلوم ہوتی ہیں،

تجزیہ نگاروں کے مطابق واہ خان پر مجاہدین کا قبضہ مستحکم ہو گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا پہلی مرتبہ چین سے بھی براہِ راست رابطہ قائم ہو گیا ہے، تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ افغانستان کی شمالی سرحد پر مجاہدین کے قبضہ کا ایک نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ روس سے کابل کے لئے اس کی فراہمی میں رکاوٹ پڑ جائے گی۔

افغان مجاہدین نے کابل فوج کی ۲۰ چوکیوں پر قبضہ کر لیا

بھاری تعداد میں ہتھیار قبضے میں لے لئے جلال آباد کے مغرب میں شدید لڑائی چوکیوں پر قبضہ کابل جلال آباد شاہراہ پر کیا گیا

افغان مجاہدین نے کابل جلال آباد شاہراہ پر ایک حملے میں کابل انتظامیہ کی ۲۰، چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ سرحد پار سے موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اس لڑائی میں بڑی مقدار میں گولہ بارود اور ہتھیار بھی اپنے قبضے میں لے لئے، رائٹر خبر ایجنسی کا کہنا ہے کہ جلال آباد کے مغرب میں مجاہدین اور کابل انتظامیہ کی فوج کے درمیان لڑائی جاری ہے۔

تین ٹینکوں پر قبضہ کر لیا گیا

جناب مولوی "خالص" صاحب کی زیر قیادت حزب اسلامی افغانستان کے کمانڈر مجاہدوں

نے کابل فوجیوں کی کابل جلال آباد ہائی وے کھولنے کی کوشش ناکام بنادی اس کاروائی کے دوران مجاہدین نے تین ٹینکوں پر قبضہ کر لیا جب کہ آٹھ فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

افغان اسلامک نیوز ایجنسی کی اطلاعات کے مطابق افغان مجاہدین نے کنٹر کی جانب سے جلال آباد کے قریب لائن موریچوں پر متعدد حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور علاقے میں بدستور لڑائی جاری ہے۔

کابل انتظامیہ میں شدید اختلافات

۱۳ فوجی ہلاک۔ ۲ ٹینک تباہ

کابل انتظامیہ کے ایک سابق نائب وزیر اعظم اور افغانستان میں ملیشیا کے لیڈر محبوب اللہ کوچانی نے کہا ہے کہ کابل فوج نجیب حکومت کی وفادار نہیں ہیں اور وہ مجاہدین سے لڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے بی بی سی کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا کہ شمالی افغانستان میں انتظامیہ کے درمیان شدید اختلافات ہیں اور وہاں کے عوام کا خیال ہے کہ کابل انتظامیہ کو روس نے مسلط کیا ہے اور وہ انتہائی غیر مقبول ہے درین اثناء اطلاعات کے مطابق افغان مجاہدین نے صوبہ ہلمند میں دو فوجی چھاؤنیوں پر حملے کئے ہیں۔ جن میں ۱۳ کابل فوجی ہلاک اور ۶۰ سے زیادہ زخمی ہوگئے۔ مجاہدین نے کابل فوج کے تین ٹھکانوں دو ٹینکوں اور ایک بکتر بند گاڑی کو تباہ کر دیا، کابل انتظامیہ کے ۱۵ فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

جلال آباد کے نواح میں مجاہدین اور کابل فوج میں جھڑپیں

۷۰ کابل فوجی مارے گئے ۱۵ مجاہدین سے آملے

افغانستان کے سرحدی صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد کے گرد و نواح میں کابل فوج اور افغان مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں جاری ہیں، مجاہدین نے خیروخیل اور سرخکانی کے علاقوں پر قبضہ کا دعویٰ کیا ہے۔ افغان اسلامک پریس کے مطابق جلال آباد کے ارد گرد کابل فوج اور مجاہدین کے مابین جاری لڑائی کے سلسلہ میں مجاہدین سرخکانی اور سروبی کے درمیانی علاقہ خیروخیل پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس لڑائی کے دوران ۷۰ فوجی مارے گئے۔ جبکہ ۱۰۵ کابلی فوجی مجاہدین سے آملے، افغان مجاہدین نے سرخکان گاؤں پر بھی قبضہ کر لیا ہے جبکہ سرخکان فوجی مرکز پر قبضہ کے لئے شدید جھڑپیں ہو رہی ہیں، مجاہدین نے اعلان کیا ہے کہ کابل فوج کے جو ارکان رضاکارانہ طور پر مجاہدین سے آملیں گے۔ ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔

افغان فوجی چوکی پر مجاہدین کا حملہ

دو افسروں سمیت سات فوجی ہلاک

(اڈانس افغان) افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں افغان مجاہدین نے محصور کابل فوجیوں کو زمینی راستے سے کمک پہنچانے کی ایک اور کوشش ناکام بنا دی۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق دو ٹینکوں اور سامان رسد سے لدے ہوئے پانچ ٹرکوں کی تباہی کے بعد فوجی قافلہ واپس گرشک پسپا ہوگیا ادھر قندہار شہر میں چھاپہ مار مجاہدین نے منزل باغ میں اسلحہ کا ذخیرہ اڑا دیا ہے، جہاں چالیس سے زائد بھاری ہتھیار اور بڑی مقدار میں گولہ بارود اور فوجی سامان تباہ ہوگیا، مجاہدین نے مغربی علاقے کابل فوج کی ایک چوکی تباہ کر دی جس میں دو افسروں سمیت سات فوجی ہلاک ہوگئے۔ قندہار کے محاذ پر چار کابل فوجیوں نے اپنے اسلحہ سمیت مجاہد کمانڈر ملا نقیب اللہ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں وہ اپنے ساتھ چار کلاشنکوف رائفلوں کے علاوہ ایک راکٹ لانچر اور گولہ بارود بھی لائے ہیں۔

افغانستان کے تین صوبوں پر کابل طیاروں کی وحشیانہ بمباری

سو افراد ہلاک ۳۰۰ شہری زخمی

افغانستان کے صوبوں بدخشان، تخار اور کندز پر کابل انتظامیہ کے طیاروں کی وحشیانہ بمباری سے ۱۰۰ شہری ہلاک اور تقریباً ۳۰۰ زخمی ہو گئے۔ افغان نیوز ایجنسی کے مطابق کابل انتظامیہ کے طیارے گذشتہ دو روز سے ان صوبوں کے تجارتی مراکز، باغات اور گنجان آباد علاقوں پر مسلسل بمباری کر رہے ہیں۔

بدخشان میں مجاہدین اور کابل انتظامیہ کی فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ

مجاہدین نے چہار قلعہ کے علاقہ میں ۴ فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا

افغانستان کے شمالی صوبے بدخشان میں مجاہدین اور کابل انتظامیہ کے فوجوں کے مابین شدید لڑائی جاری ہے۔ اور دارالحکومت فیض آباد بھی لڑائی کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ جس کے باعث اقوام متحدہ کے امدادی عملے کے متعدد افراد کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ امدادی عملے کا پہلا گروپ طیارے کے ذریعے کل یہاں پہنچا گروپ کے ایک رکن نے بتایا کہ بدخشان میں لڑائی کے باعث تمام امدادی منصوبوں پر کام بند کر دیا گیا ہے اور ان منصوبوں پر کام کرنے والے متعدد افراد کو واپس بلا لیا گیا ہے اس رکن نے بتایا کہ ہمارا طیارہ روانہ ہوا تو شہر میں چھبیس راکٹ اور مارٹر بم گرے۔ جبکہ دوسرے نواحی علاقوں میں بھی مجاہدین اور کابل فوجوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں۔ مجاہدین کے کمانڈر احمد شاہ مسعود نے بتایا ہے کہ مجاہدین نے ایک ہفتے قبل زیبک کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد اس کا سیم کا قصبہ مجاہدین کے قبضے میں آگیا یہ قصبہ روس کی سرحد سے ملحق ہے، ادھر مجاہدین کے محاذ الفجر فرنٹ نے چہار قلعہ کے علاقے میں ۴ فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے معرکہ میں طرفین کا بھاری جانی نقصان ہوا ہے۔ اس جھڑپ میں کافی مقدار میں گولہ بارود بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا

صوبہ گردیز میں افغان اور روسی ملیشیا کے درمیان مسلح تصادم

سینکڑوں افراد ہلاک و زخمی ہو گئے، آخری اطلاعات تک لڑائی جاری تھی

افغانستان کے صوبہ گردیز میں افغان ملیشیا اور روسی ملیشیا میں مسلح تصادم کے نتیجہ میں سینکڑوں افراد ہلاک و زخمی ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق صوبہ گردیز میں افغان ملیشیا کو عوام نے شکایت کی تھی کہ روسی ملیشیا کے کارندے کاندار کو تنگ کر کے لوٹ مار میں مصروف ہیں اور عورتوں کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔

افغانستان ملیشیا نے انہیں شہر سے نکالنے کی کوشش کی۔ جس پر دونوں کے مابین مسلح تصادم ہو گیا، جس نے بعد ازاں خطرناک صورت اختیار کر لی۔

واضح رہے کہ گردیز ڈاکٹر نجیب اللہ کا آبائی شہر ہے، آخری اطلاعات آنے تک جنگ جاری تھی۔

مجاہدین نے ہرات کے گرد محاصرہ تنگ کر دیا، جھڑپوں میں ۲۵ فوجی ہلاک، متعدد فوجی چوکیاں تباہ

ایک چوکی پر مجاہدین کا قبضہ

افغانستان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین اور کابل انتظامیہ کی فوج کے درمیان شدید لڑائی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ مجاہدین نے ہرات شہر کے گرد محاصرہ تنگ اور سخت کر دیا ہے اور کابل انتظامیہ کی کئی فوجی چوکیاں تباہ کر دی ہیں۔ مجاہدین نے ہرات کے نواح میں ایک

کارروائی میں کابل فوجیوں کی ایک چوکی پر قبضہ کر لیا اور پانچ توپیں تباہ کر دیں۔ اس کارروائی میں ۲۵ کابل فوجی بھی ہلاک ہوئے ۔

کابل پر مجاہدین کا حملہ، متعدد مکانات تباہ

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۰ ر اگست کو دارالحکومت کابل پر ۱۳ ر میزائل پھینکے جس سے متعدد مکانات زمین بوس ہو گئیں اور متعدد افراد ہلاک ہو گئے۔

رپورٹ کے مطابق یہ میزائل شہر اور فوجی تنصیبات پر لگے ہوئے ہیں جس کے نتیجہ میں متعدد افراد ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے

صوبہ غور میں مجاہدین کی کامیاب کارروائی، آٹھ چوکیاں تباہ

۲۲ ر فوجی ہلاک

موصولہ اطلاعات کے مطابق وسطی افغانستان کے صوبہ غور کے ہیڈکوارٹر کے نزدیک مجاہدین اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی فوجیوں کے درمیان واقع ہونے والی جھڑپوں کے دوران ہمارے جیالے مجاہدین نے آٹھ حفاظتی چوکیاں تباہ کر دیں۔

جہادی ذرائع کے مطابق ۱۶ ر اور ۱۸ ر اگست تک مارٹروں اور دستی بموں سے ان چوکیوں پر حملے کئے گئے۔ جس کے دوران ۲۲ ر کابل فوجی ہلاک کر دیا گیا۔ تاہم چار مجاہد بھی جام شہادت نوش کر گئے ۔

ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ کابل پٹھو انتظامیہ نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے محصور فوجیوں کو ہرات سے تازہ دم دستے اور کمک پہنچائی ہے

ایک تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ۱۷ ر اگست کو مجاہدین نے حضرت سلطان کے فوجی کیمپ پر حملہ کیا۔ جس میں پانچ کابل فوجی مارے گئے، اس کارروائی میں چھ کابل فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ۔

کابل فوج اور مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں

۲۱ ر فوجیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۳ ر ٹینک تباہ

بھاری مقدار میں اسلحہ پر مجاہدین کا قبضہ

افغانستان کے مختلف حصوں میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجیوں اور افغان مجاہدین کے مابین شدید لڑائی جاری ہے جس میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کی فوجوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے ۔

ایک اطلاع کے مطابق افغان جیالے مجاہدین نے صوبہ ہلمند میں ۳۰ ر فوجی ہلاک اور ۱۳ ر ٹینک کو ناکارہ بنا دیا ۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق کابل کے جنوب سب ڈویژن محمد آغا میں کابل انتظامیہ کے فوجیوں اور مجاہدین کے درمیان پھر لڑائی شروع ہو گئی ہے ۔

مجاہدین نے اس لڑائی میں ۱۰ کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ۲۱ ر دیگر کو زندہ گرفتار کر لیا ۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ مجاہدین نے اس کارروائی کے دوران بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود پر قبضہ کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں ۔

افغان مجاہدین کا وفد اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں استنبول گیا تھا

اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی ۲۰ ویں کانفرنس میں افغانستان کی نمائندگی کرنے کے لئے افغان مجاہدین کے نمائندوں کا ایک وفد افغان عبوری حکومت کے

وزیر خارجہ پروفیسر برہان الدین ربانی کی قیادت میں استنبول گیا تھا۔ وفد میں افغان عبوری حکومت کے وزیر اطلاعات ڈاکٹر نجیب اللہ لافرائی، افغانستان کے قومی اسلامی فرنٹ کے پولیٹیکل شعبہ کے صدر محمد صدیق سلجوقی، افغان عبوری حکومت کی پریذیڈنسی کے محکمہ خارجہ تعلقات کے ڈائریکٹر جنرل حامد کرزئی اور اسماعیل صدیق شامل تھے

پشتون زرغون میں آٹھ گاؤں آزاد کرا لئے گئے۔ اسی کابل فوجی مجاہدین سے آملے، ۳۱ گرفتار اور ۱۵ ہلاک

مغربی اور وسطی افغانستان سے مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے کابل فضائیہ کے دوسرے بڑے اڈے شین ڈنڈ کو ملانے والی سڑک پر صوبہ غور کے سب ڈویژنل قصبے شہرک کے فوجی کیمپ پر حملہ بول دیا۔ کابل انتظامیہ کے طیاروں کے آنے سے مجاہدین کو اپنی محفوظ مورچہ بندیوں میں منتقل ہونا پڑا۔ تاہم ۱۲ جولائی کو دن بھر کی لڑائی میں فوجی کیمپ کی متعدد عمارات اور تنصیبات تباہ ہو گئیں۔ اس کارروائی میں سات کابل فوجی ہلاک اور چار مجاہدین شہید بتائے گئے ہیں

ادھر ہرات کے مشرق کی طرف پشتون زرغون کے علاقے میں مجاہدین نے آٹھ دیہات آزاد کرا لئے۔ یہ تمام گاؤں دریائے ہری دہری (رود) کے شمال میں کنارے پر واقع ہیں

۱۰ جولائی کے اس معرکے میں اسی کابل فوجی مجاہدین سے آملے جبکہ اکتیس ۳۱ فوجیوں نے گرفتاری کے بعد ہتھیار ڈال دیئے دیگر کابل فوجی آٹھ لاشیں چھوڑ کر پشتون زرغون کی طرف فرار ہو گئے۔ اس کارروائی میں دو مجاہد شہید اور سات زخمی بتائے گئے ہیں، مجاہدین نے اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار پر قبضہ کر لیا۔

ہرات کے نزدیک حفاظتی چوکی تباہ کر دی گئی

افغان مجاہدین نے صوبہ پکتیا میں گردیز کے محاذ پر آزاد علاقے زرمت میں نجیب انتظامیہ کے بکتر بند دستوں کا حملہ ناکام بنا دیا۔ صوبہ پکتیا میں بکتر بند دستوں نے ۱۵ جولائی کی صبح زرمت کے علاقے میں مجاہدین کے ٹھکانوں کی طرف پیش قدمی کی جس سے باخبر ہو کر کمانڈر خان ولی کی قیادت میں مجاہدین نے حملہ آور دستوں کو گھیر لیا دن بھر کی مزاحمت کے بعد کابل فوجی ایک ٹینک اور تین گاڑیوں کا ملبہ چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔ جب کہ بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ہرات شہر کے نزدیک حفاظتی چوکی تباہ کر دی جہاں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کارروائی میں ایک مشین گن، ایک راکٹ لانچر اور گولہ بارود پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

شاہراہ سالانگ پر مجاہدین کے حملے میں پچاس کابل فوجی مارے گئے

اژانس افغان (روسی سرحد پر واقع افغانستان کے شمالی مغربی صوبے فاریاب میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کی فوجی کارروائی ناکام بنادی۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق بکتر بند دستوں نے ۱۲ جولائی کو پشتون کوٹ کے علاقے میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کیا، صبح سے شام تک اس کارروائی میں حملہ آور دستے تیس ۳۰ لاشیں اور متعدد زخمی لے کر بھاگ نکلے جن کے چھوڑے ہوئے اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ مزاحمت کے دوران دو گاڑیاں تباہ کر دی گئیں، اپنے مرکز کا دفاع کرتے ہوئے تین مجاہد شہید ہو گئے۔ صوبہ پروان سے ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے صوبہ

پروان میں شاہراہ سالانگ پر جبل السراج کے مقام فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا، تیز رفتار حملے میں دو حفاظتی چوکیاں تباہ کر دی گئیں جہاں پچاس کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ بعد ازاں کابل انتظامیہ کے طیاروں نے دیہی آبادیوں پر انتقامی بمباری کی جس کے نتیجے میں متعدد افغان عورتیں اور بچے شہید اور زخمی ہو گئے۔ یاد رہے کہ جبل السراج افغان دار الحکومت کابل اور صوبہ پروان کے ہیڈ کوارٹر چاریکار کو بجلی فراہم کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

گردیز اور جلال آباد کے محاذوں پر کابل انتظامیہ کی اندھا دھند بمباری

(اژانس افغان) کابل انتظامیہ نے بمباری کا سلسلہ تیز کر دیا ہے، ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق بمباری کے حالیہ سلسلے میں مشرقی صوبے ننگرہار میں جلال آباد کے محاذ پر آزاد کردہ علاقے اور سب سے پہلے آزاد ہونے والے صوبے پکتیکا میں اورگون کا علاقہ شدید متاثر ہوا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ جلال آباد اور صوبہ لغمان کے درمیان دورنٹہ کے علاقے میں ۱۲ اگست کی بمباری کے دوران مجاہدین سمیت تیس افغان شہری شہید ہو گئے۔ اس بمباری میں دیگر نقصانات کا اندازہ نہیں ہو سکا، ادھر صوبہ پکتیکا کے علاقے اورگون میں بمباری کی جو تفصیلات معلوم ہوتی ہیں ان کے مطابق شہید ہونے والے افراد میں چھ مجاہدین شامل ہیں۔ بمباری سے بعض علاقے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

موسیٰ قلعہ میں اسلحے کا ڈپو تباہ کر دیا گیا

(اژانس افغان) مجاہدین نے جنوب مغربی افغانستان کے صوبہ ہلمند میں صوبائی دار الحکومت لشکرگاہ اور قندھار، ہرات شاہراہ پر واقع اہم فوجی چھاؤنی گرشک کے علاوہ کئی دوسرے مقامات پر گذشتہ ہفتے سے بھرپور حملہ کر رکھا ہے۔ جس کا مقصد اسلحہ اور گولہ بارود کے ان ذخائر پر قبضہ یا تباہ کرنا ہے جو روس سے لائے جانے کے بعد تین ماہ سے صوبہ ہلمند میں رکے پڑے ہیں اور جنہیں کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ قندھار پہنچانے میں ناکام رہی ہے۔ ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق چھ اگست سے بارہ اگست کے درمیان لشکرگاہ، گرشک اور موسیٰ قلعہ کے گرد و نواح مختلف جھڑپوں میں سو سے زائد کابل فوجی ہلاک ہوئے ہیں جبکہ موسیٰ قلعہ میں مجاہدین نے کامیاب گولہ باری سے کابل فوج کے اسلحہ ڈپو کو اڑا دیا ہے۔ گرشک میں مجاہدین نے کابل فوج کے اسلحہ کے ذخیرے پر قبضہ کر لیا جہاں سے دو بھاری توپوں چار طیارہ شکن توپوں اور اٹھارہ مشین گنوں کے علاوہ دو سو سے زائد کلاشنکوف اور بڑی مقدار میں گولہ بارود ملا ہے۔ لشکرگاہ اور گرشک میں مجموعی طور پر بارہ فوجیوں نے مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈالے ہیں اور تین ٹینک، دو بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئی ہیں، ان معرکوں میں تیرہ مجاہد شہید ہوئے ہیں

بقیہ ۵۰ تبصرہ کتب

ایسے مستقبل کے تعین کا مژدہ دیتا ہے جس میں کسی بھی نوعیت کا ظلم، بے عدالتی اور تجاوز نہ ہو اور وہ مژدہ تداوم جہاد اور نظام اسلام کے قیام کا ہے اور جناب محسن صاحب اس پیغام کو ایک اچھے پیرایہ اور انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔

"پیغام" پشتو کے با مقصد اور انقلابی ادب میں ایک قیمتی اضافہ ہے جو حق اور حقانیت کا پیغام عوام کے دلوں اور اذہان تک پہنچا دیتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس جیسے تخلیقی عمل میں مزید توفیق عطا فرمادے اور ساتھ ہی ہم انہیں اس بیش قیمت شعری مجموعے کے شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

شہداءِ راہِ حق

شہید مراد گل

جناب امان گل کے فرزند مراد گل

قومیت جاجی صوبہ پکتیا قریۂ علی سنگی کے ایک غریب مگر متدین اور محب وطن گھرانے سے تعلق رکھتے تھے افغانستان میں جب روسی گماشتوں کے ذریعے نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا تو اس مرد مومن نے بھی اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح کمر ہمت باندھ کر کمیونسٹ خونخوار نظام کے خلاف مسلح مجاہدین کی صفوں میں شمولیت اختیار کر لی۔ انہوں نے جناب الحاج حقانی کی زیر قیادت "ابوجندل" نامی جہادی فرنٹ کے مجاہدین کے شانہ بشانہ اپنے دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف کئی محاذوں پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جناب مراد گل ایک خوش خلق، ملنسار اور دلیر مجاہد تھے وہ خوست کے گرد و نواح میں کئی مقامات پر روسی اور کابل روسی افواج کے خلاف کئی ایک معرکوں میں حصہ لے چکے ہیں اور ہر مرتبہ اپنی جوانمردی و دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کو شدید نقصان پہنچانے میں کامیاب رہے بالآخر خوست کے "ملیزائی" نامی فوجی چوکی پر حملہ کے دوران ۲۵ مارچ ۱۹۹۱ء کو شہادت کا اعلیٰ مقام پا کر رحمت الٰہی سے جا ملے۔

شہید حسن زئی

شہید حسن زئی ولد عبدالاحمد صوبہ غزنی کے سب ڈویژن (دہ یک) کے دین دار متقی اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اسلام کے سچے شیدائی تھے ۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں روسی درندوں کے اشاروں پر ان کے ایجنٹوں کے ذریعے نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغانستان کی پاک فضا میں کفر و الحاد کے کالے بادل چھانے لگے تو اسی وقت اس مرد مومن و پاک دل نے دنیاوی کاموں سے منہ موڑا اور کمیونسٹوں کے ناپاک چنگل سے اپنی محبوب دھرتی کی نجات و رہائی کی خاطر مسلح جدوجہد کا راستہ اپنا کر اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ جہاد کا آغاز کیا

جناب شہید حسن زئی مسلسل بارہ سالوں تک پوری مردانگی اور جرأت سے دین و وطن کے دشمن کے خلاف مصروف کارزار رہے۔ کئی محاذوں پر دشمن کو بھاری جانی نقصان پہنچائے ہیں۔ کامیاب شاندار کارنامے انجام دیئے وہ ایک خوش خلق حلیم اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے

اس لئے وہ اپنے مجاہد بھائیوں کے درمیان ہر دل عزیز تھے۔ شہید حسن زئی ۱۹۸۹ء میں حضرت عمر فاروق (رض) نامی جہادی فرنٹ میں رسمی اور باقاعدہ طور پر مجاہد کی حیثیت سے کام کرنے لگے آخر کار ۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء کو (زرمت) کے علاقے میں روسی ایجنٹوں کے ظالمانہ اور بے رحمانہ بمباری کے جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید احمد جان: جناب خوازک کے جواں سال فرزند احمد جان صوبہ وردگ کے سب ڈویژن چک کے "مانگی" نامی علاقے کے ایک مسلمان اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شہید احمد جان ابھی عنفوان جوانی میں ہی پہنچے تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغانستان کی مومن اور غیور قوم بے ضمیر کمیونسٹوں کی وساطت سے کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑی جانے لگی تو اس مرد مومن نے اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح بندوق اٹھائی اور دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑا۔ ۱۹۷۹ء میں جب روسی درندے براہ راست افغانستان پر حملہ کر کے ہمارے مسلمان اور بے گناہ عوام پر بے تحاشا مظالم ڈھانے لگے تو شہید احمد جان نے مصمم ارادہ کر لیا کہ یا اپنی اسلامی سرزمین اور اپنے مسلمان عوام کو روسی ظالموں اور غاصبوں کے ظلم و ستم اور بربریت کے چنگل سے آزاد کر کے دم لے گا یا اس راہ میں شہادت پا کر ابدی کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گا چنانچہ اسلام کے اس سپاہی نے اپنی جہادی سرگرمیوں کو شدت بخشی کئی معرکوں میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ کئی روسیوں کو جہنم رسید کیا۔ ایک سال پہلے انہوں نے حضرت عمر فاروق (رض) فرنٹ کے زیر کمان منظم طریقے سے جہاد کرنے کا تہیہ کر لیا اور وہاں رسمی طور پر جہادی ذمہ داری انجام دینے لگا۔ آخر کار ۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء کو علاقہ (زرمت) میں دشمن کی بمباری کا نشانہ بن کر شہادت پائی۔

شہید حاجی محمد رفیق

حاجی محمد رفیق ولد ظریف خان صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن زرمت کے منگل خیل نامی گاؤں کے دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک خوش خلق ملنسار اور نڈر مجاہد تھے۔

افغانستان پر روسی غاصب فوجوں کی براہ راست یلغار کے ابتدائی دنوں سے انہوں نے دنیاوی کاموں کو پس پشت ڈال کر دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف عملی جہاد کو ترجیح دی اور اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ کئی سالوں تک روسی اور ان کے غلاموں کے لئے قہر سامان بنے رہے۔ ہر محاذ پر اپنی بہادری کا مظاہرہ کر کے دشمن کا منہ کالا کیا۔

ایک سال پہلے جناب الحاج جلال الدین حقانی کی زیر کمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جہادی فرنٹ میں مجاہد اسلام کی حیثیت سے باقاعدہ اور منظم طریقے سے دشمن کے خلاف جنگ لڑنے کی خاطر شامل ہو کر اپنی ذمہ داری انجام دینے لگے۔

بالآخر ۲ جون ۱۹۹۱ء کو زرمت کے علاقے میں بمقام (سراوڑی) کابل مزدور رژیم کی بے رحمانہ بمباری کا نشانہ بن کر شہادت کا اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کیا

شہید خدا یقل

شہید خدا یقل ولد تاغن صوبہ بلخ کے دار الحکومت مزار شریف کے قریب کلدار نامی علاقے کے ایک دین دار اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ شہید خدا یقل بچپن ہی سے اسلام کے شیدائی تھے۔ والدین کی نیک تربیت کی وجہ سے موصوف صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نیک شخصیت کے مالک تھے۔

جناب خدا یقل ایک طویل عرصے تک روسی غاصب فوجیوں اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی فوج کے خلاف اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ لڑتے رہے کئی مقامات پر دشمن کو جانی و مالی نقصان پہنچا کر شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ وہ ان اواخر میں الحاج جلال الدین حقانی کے زیر کمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرنٹ میں منظم اور باقاعدہ طریقے سے جہادی کاروائیاں انجام دینے کی خاطر مجاہد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سر انجام دینے لگے تاہم ۲۰ مئی ۱۹۹۱ء کو سب ڈویژن زرمت کے (گاڈیانی) نامی علاقے میں دین و وطن کے دشمنوں سے ڈٹ کر

متقابلہ کرنے کے دوران توپ کے ایک گولے نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور یوں شہادت پاکر رحمت الہیٰ سے جاملے۔

شہید معراج گل

شہید معراج گل

ولد خانی گل صوبہ پکتیا سب ڈویژن خوست کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

جہادی مورچوں میں وہ ہمیشہ صف اول کا مجاہد رہا۔

آخر کار ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء میں علاقہ خوست میں ایک بارودی سرنگ پھٹنے سے جاں بحق ہوکر شہید ہوئے۔

شہید محمد عالم

جناب محمد کے جواں سال فرزند شہید محمد عالم صوبہ بغلان سب ڈویژن نہرین کے طبقات نامی گاؤں کے متدین اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے وہ جناب والدین کی اسلامی تربیت کے باعث بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔

حضرت عمر فاروق (رض) نامی جہادی فرنٹ میں مجاہد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری سنبھال لی، آخر کار ۲۹ اپریل ۱۹۹۱ء کو "فتح خوست" کی مشہور لڑائی کے دوران ایک بارودی سرنگ پھٹنے سے جاں بحق ہوکر شہادت پائی۔

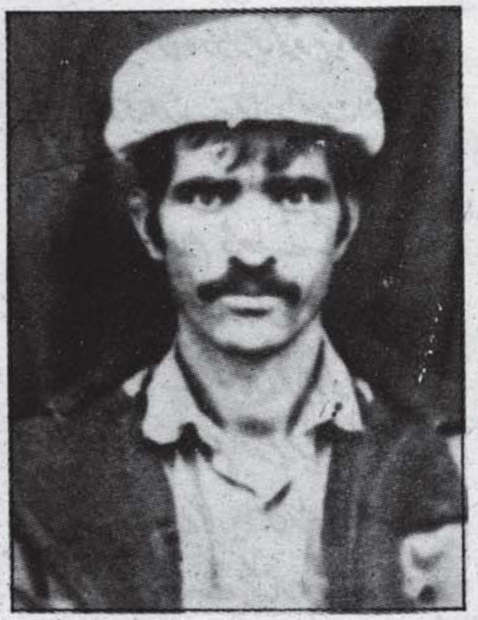

نعت

جمیل و حسیں ہیں مدینے کی راہیں
ہر اک سمت مہکی ہوئی جلوہ گاہیں

مرے ساتھ ہے کاروانِ محبّت
کہیں گرم آنسو کہیں سرد آہیں

جہاں سے بھی گزرے ہیں محبوبؐ عالم
وہیں شوق کی بن گئیں سجدہ گاہیں

یہ تیرا کرم ہے یہ رحمت ہے تیری
ملی ہیں جہاں، عاصیوں کو پناہیں

نگاہوں کی معراج وہ آستاں ہے
اسی آستاں پر جھکی ہیں نگاہیں

ملا ان سے حافظ گدازِ دل و جاں
انھیں کیوں نہ مانیں انھیں کیوں نہ چاہیں

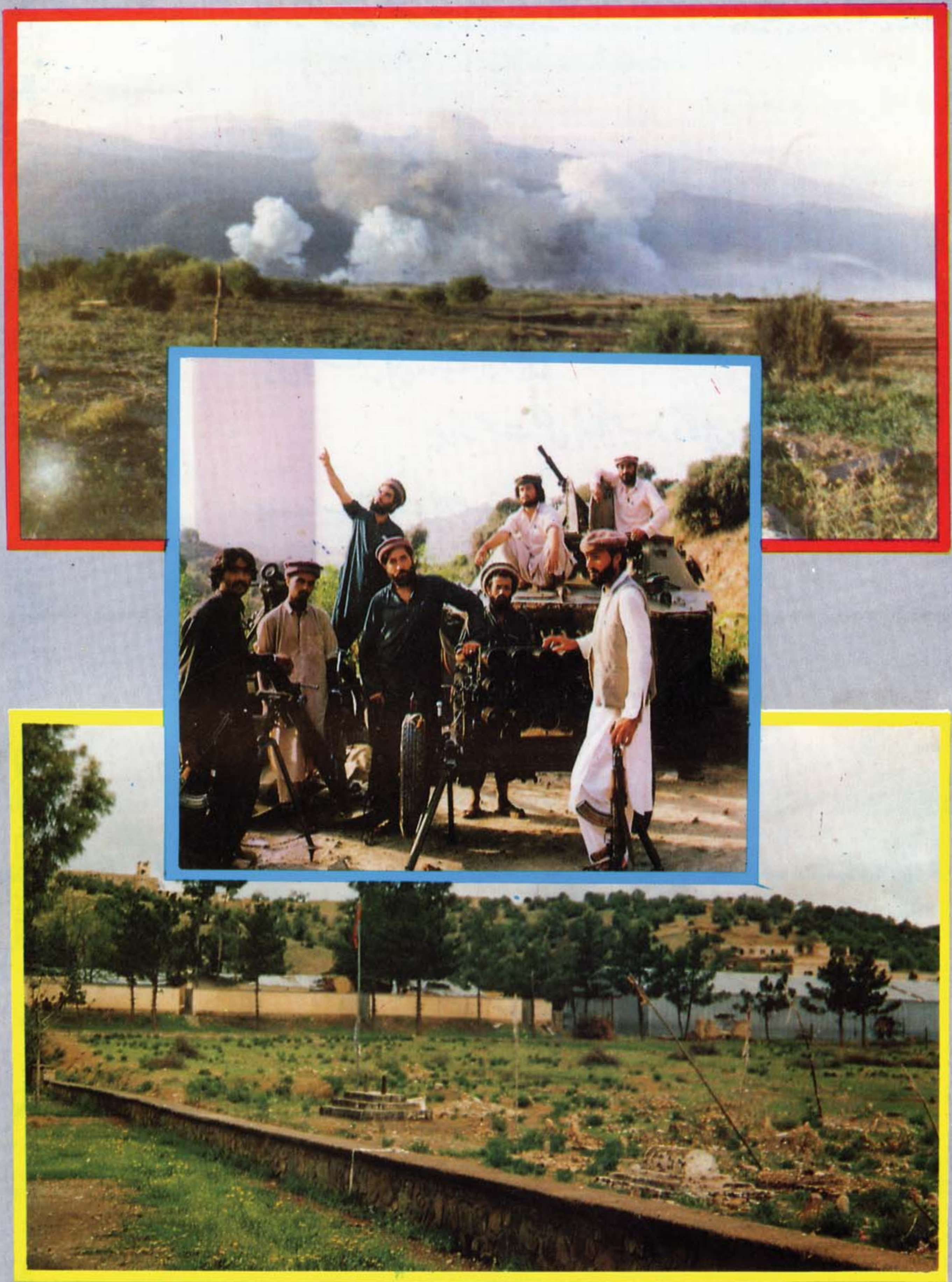

جیالے مجاھدین آزاد کرائے ھوئے علاقوں کا دفاع کر رہے ھیں